(۱) رسائل ۔ [illegible]

(۲) ڈرامے ۔ ۵۲

(۳) ناول ۔ [illegible]

(۴) مجموعہ کلام ۔ ۸۱

(۵) ڈرامے ۔ ۵۰

(۶) ناول ۔ [illegible]

(۷) مجموعہ کلام ۔ ۵۹

(۸) ناول ۔ [illegible]

(۹) رسائل ۔ [illegible]

(۱۰) رسائل ۔ مخزن ۱۹۰۹ء

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

دکن ریویو

مرتبہ

ظفر علی خاں

مقام اشاعت

سلسلہ جدید — جلد سوم

نمبر ۵ — ۶ ــــــ مارچ ۱۹۰۵ء

مطبوعہ مطبع اخبار دکن حیدرآباد دکن

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک قسم اول چھ روپیہ قسم دوم ... سکہ انگریزی



سلسلہ جدید

مارچ و اپریل ۱۹۰۸ء

یوم | نمبر ۶۵

فہرست مضامین

تصویر عالیجناب نواب لطف الدین خان بہادر

ایڈیٹوریل

پچھلے مہینے ہم مخزن کے "خانہ برانداز چمن" نامہ نگار میر ناصر نواب صاحب
فراق دہلوی کی خوش مذاقی کی داد دیتے وقت اپنے دل مین کہتے جاتے تھے
کہ جب مخزن جیسا صلح کل پرچہ بیچارے اورنگ زیب پر قتل انسان مستلزم سزا
بلکہ قتل عمد کا سنگین اور ڈراؤنا الزام لگا کر شمس العلما شبلی نعمانی کی اُس مسلسل خالص
اور بے ریا محنت پر پانی پھیرنے کی کوشش کرتا ہے جو الندوہ کے کئی نمبرون مین
اورنگ زیب کی برارت [illegible] تمکو پرچون کا تو کیا ٹھکانا ہے
جو اورنگ زیب کے [illegible] ہین آخر وہی ہوا زمانہ کے
فروری کے پرچہ [illegible] سے اس خدشہ کا پورا مرقع
ہے [illegible] ہمین نہین [illegible] ناظرین و نامہ نگاران زمانہ
کے دل پر کیا گز [illegible] حیثیت مسلمان ہونے
کے ایڈیٹر صاحب [illegible] لی سخت شکایت ہے۔
اس تصویر مین دار [illegible] ربار کا ایک سین دکھایا گیا
ہے جس مین امرا و ارکان [illegible] دستہ کھڑے ہین۔ ہر ایک
کے کاندھے پر ایک بندوق [illegible] ری پر خاندان مغلیہ کا چھٹا
تاجدار بیٹھا ہے اور اُس کے سامنے ایک شخص طشت مین ایک کٹا ہوا سر پیش
کر رہا ہے۔ تصویر کے نیچے لکھا ہے "دارا کا سر اورنگ زیب کے سامنے لایا جاتا
ہے"
یہ ہے وہ مرقع جو زمانہ کے فروری نمبر نے اپنے ناظرین کو ہدیہ دیکر اُس پلیٹ فارم

کی استرکاری کی ہے جس پر الہ آباد یونیورسٹی کے قابل گریجوایٹ اور پولٹیکل گلشن کے
نونہال منشی دیانرائن نگم بی۔اے ہندو مسلمانون کو پہلو بہ پہلو اور دست بدست
کھڑا ہوا دیکھنا چاہتے ہین۔

ہم اس واقعہ کے متعلق بحث نہین کرنا چاہتے کہ آیا دارا کا سر اورنگ زیب کے
سامنے لایا گیا یا نہین۔ بلکہ صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتے ہین کہ اس تصویر مین
فنون لطیفہ یا علم تاریخ یا فن ادب کا ایسا کونسا بڑا راز مرکوز تھا جس کے انکشاف
سے ہمارے زمانہ ساز دوست نے جو ڈہائی برس پہلے اکبر نمبر نکال کر پردادا کی ہڈیون
پر امرت جل چھڑک چکے تھے پڑپوتے کی سفاکی کا یون خاکہ اڑا کر موجودہ نسلون
کی معلومات مین اضافہ کرنا چاہا۔ یہ بات کہ اورنگ زیب قاتل بے رحم سفاک چور ڈاکو
متعصب یا بت شکن تھا انگریزی تاریخوا [illegible] سکول کا ہر ہندو
طالب العلم اور ہندوستا [illegible] ن اور ادیبون کی تحریر
و تقریر اور مضمون نگارون اور ایڈیٹروا [illegible] بابت سے بھارت
ماتا کا ہر سپوت جانتا ہے اور ضرورت [illegible] ہمارے خیال مین
اب اس واقعیت مین کسی مزید [illegible] تھی۔ اورنگ زیب کو مرے
ہوے آج ۲۱۲ سال ہوتے ہین دو [illegible] دشمنون کی نفرین کی رسائی
سے بہت پرے ہے۔ ہان اُس کی [illegible] بی تک خلد آباد کے قبرستان
مین باقی ہے اگر زمانہ کے فاضل ایڈیٹر کے خیال مین اورنگ زیب کو اپنے افعال
کی کافی سزا نہین مل چکی ہے تو بہتر ہے کہ اُس کی قبر بھی مسمار کرا دین۔ اور زمانہ
کے مسلمان ناظرین سے چندہ کرکے اورنگ زیب کے کشتون کی یادگارین اہرام
مصر سے بھی اونچے اونچے مینار قایم کرائین۔

غالباً مخزن کے معزز ایڈیٹر صاحب اب سمجھین گے کہ البادی اظلم بن کر اور

فراق صاحب کا مضمون چھاپ کر انہون نے کیون کر اُس فتنہ کو جگا دیا جس کا سویا رہنا ہی ہندوستان کی دو بڑی قومون کے حق مین اچھا تھا۔ کیا اچھا ہوتا کہ مخزن مین سلیمان شکوہ کے قتل کا سین دکھا کر بیٹھے کا رونا نہ رویا گیا ہوتا تاکہ آج زمانہ کو باوا کا سر پیش کرنے کا موقع نہ ملتا۔

اس غرض سے کہ ہم پر اخفائے واقعات کا الزام نہ لگایا جائے ہم اس تصویر کی اصلیت بھی بتائے دیتے ہین یہ تصویر بظاہر تو ایک ہندو انگریزی پرچے "انڈین ورلڈ" سے لی گئی ہے مگر دراصل منوچی کی کتاب "استوریا ڈو موگور" کی جلد دوم کا سرورق ہے اور منوچی جس درجہ کا اکذب الکاذبین اور راس المتعصبین ہے اُس کا حال وہ حضرات [illegible] ہونگے جنھون نے کتاب پڑھی ہے۔

مخالفت سے [illegible] تک ہو سکے اپنے معاصرین سے اختلاف [illegible] ایسے مواقع پیش آ ہی جاتے ہین۔ اگر ہمارے [illegible]ن کی مضامین کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال [illegible]نع نہ ملے۔ تو خدا جانتا ہے کہ اُن کی شان مین [illegible]بھی کچھہ نہ لکھین مگر افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحبان [illegible] دانستہ ایسے مضامین شایع کرتے ہین جن کے سمعہ[illegible] ہے۔

مثلاً زمانہ کے اسی پرچہ مین [illegible] نہ ستش ارژنگ شایع ہوا ہے جسکا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین جناب افق لکھنوی کا ایک مضمون تحفظ عصمت کے عنوان سے نکلا ہے۔ اس مضمون مین بھوپال کے خاندان شاہی کے مورث اعلی کا گونڈ کی رانی سے برسر پیکار ہوتے اور اُسکے بعد صلح کرنے اور آخرکار اُسکے ہاتھون "زہریلے رنگ

میں ڈوبی پوشاک پہن کر بارے جانے کا واقعہ قلم بند کیا گیا ہے۔ اصلیت کچھ بھی
کیوں نہ ہو لیکن جناب افق ہمیں معاف کریں اگر ہم یہ کہیں کہ اس قدر پختہ مغز اور
کہنہ مشق ناظم و ناثر ہونے کے باوجود یہ مضمون اونہوں نے ایسے بھدے اور
بھونڈے طریقہ سے لکھا ہے کہ معمولی نومشق مضمون نگار بھی نہ لکھے گا۔

افق صاحب فرماتے ہیں کہ خان صاحب (بھوپال کے خاندان شاہی
کے مورث) کی ہوائے نفسانی نے آخر گونڈ کی رانی کو تاک لیا۔ زعم حکمرانی
نے فوج کشی کی ٹھہرادی .... لڑائی چھڑی .... رانی قلعہ بند تھی..
... محاصرین کثیر التعداد تھے .... محصورین کو دم لینے نہ دیا..... رانی
ولا چانہ بھی اُس کی تیغ شجاعت میں مہا کالی کی تلوار کا جوہر تھا.... قلعہ سے
نکل پڑی .... حملہ آوروں نے ناکوں چنے چبوائے.... محاصرین کے
دانت کھٹے کئے داد شجاعت دی اور ... الغرض ہی کو تھی کہ حریف
سر پر آپہونچے .... آگے دریا سد راہ ... ملوت کا جامہ پہنے
ہوئے دشمن .... خان شجاعت نش ... دری نقش ہوئی...
اور تلوار میان میں رکھ لی .... پر ... ہو توقف خونریزی بے فائدہ
صلح بہتر میل ملاپ اچھا رانی بھی ... میں تھی ... طوالت جنگ
سے دل بھی اکتا چکا تھا۔ لہذا اُس ... چوم کر ہاتھ سے رکھدی اور
منظوری صلح کی تقریب میں خوشی کے نقارے بجوائے .... ایک پیامبر
زمین بوس ہوا اور یوں خان صاحب کا پیام سنایا۔ موقوفی جنگ کا شکریہ
صلح و آشتی کی مبارکباد۔ رشتہ اتحاد کا استحکام لازمی مراسم ربط و ضبط کا نباہ فرض
عین .... یہیں تکلیف کیجیے۔ ع

دو دل یک شود بشکند کوہ را

کسی کو مجال نہین کہ اس اتفاق کی مضبوط رستی کو توڑ سکے ۔ ۔ ۔ ۔ رانی نے لفظ
لفظ گوش ہوش سے سُنا۔ عقیدہ انگیزی حسن کانون مین کہتی جاتی تھی کہ
مطلب سعدی دیگر است ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رانی کے لب گلرنگ پر مہر خاموشی نے بھی
دو یا قوتون کو توام بنا دیا - اُس کے غنچہ دہن کی قدرتی مسکراہٹ سے عالم
سکوت مین بھی گویائی کی ایک اداے دلنواز پیدا تھی ۔ ۔ ۔ ۔ بلبل خوش نوا وعندلیب
شیرین صدا شاخ گل پر بیٹھے ہوے سیر باغ کا مزہ لے رہی ہے۔ صیاد نے
خاموشی سے نظر بچاکر جال تان رکھا ہے ۔ ۔ ۔ یہی حالت اس وقت رانی کی تھی
۔ ۔ ۔ رانی نے انکار و اقرار کے نتیجے پر اچھی طرح سے غور کیا ۔ ۔ ۔ فہم سلیم بول اٹھی
کہین ہوا بھی مٹھی مین بند ہو اُسے۔ سایہ کو بھی کسی نے پکڑ پایا ہے آگ کپڑے
مین کب تک بند ... منتظر جواب کا تھا ۔ ۔ ۔ رانی کی انگشت
قبول پیشانی ... انتظار جواب مین آنکھین سفید
ہو رہی تھین ... اچھل پڑے حلقہ کی دوسری
منزل موسے م... شتاق کی پتلیان آئینون مین
جڑ دین آنکھون سے ... رانی بڑی ٹھاٹ باٹ سی پہنچی
.... دو منزلہ پر ٹھہری ... وجود پاے ۔ ۔ ۔ پیغام سلام
ہونے لگے ۔ ۔ ۔ انکار و ... ۔ ۔ ۔ ۔ اشتیاق اور گریز دونون
نے جی بھر کے داؤن پیچ ... پہاڑ سی گھڑیان کٹ گئین ۔ ۔ ۔ ۔
وقت مقررہ آپہونچا۔ رانی کی طرف ... سے چوشال نوشہ پیش ہوئی ۔ ۔ ۔ نوشہ سلامت
نے پوشاک شاہی سے قامت زیبا کو زینت دی ۔ ۔ ۔ ۔ اور بیتابی دل اُسے
اس برج فلک آستان پر لیگئی جس مین اُس کبک وارفتہ حسن کے ماہ خوبی کی شعاعین
در و دیوار پر ستارے چھٹکا رہی تھین بڑے تپاک سے استقبال ہوا ۔ ۔ ۔ ہاے

بدن پھنکا جاتا ہے ۔۔۔ ہے ہے دم پھڑکا جاتا ہے ۔۔۔ اس صدائے پُردرد اور نالۂ جگرخراش نے اہل محفل کی صفین خالی کردین ۔۔۔ مسند نوشتہ چارون طرف سے گھر گئی ۔۔۔ مریض سوختہ جگر مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا ۔۔۔ اہل محفل سناٹے مین ہو گئے اتنے مین زیور آراستہ پاکدامانی گونڈکی باعصمت رانی چھم چھم کرتی سرہانے آئی جھک کر چہرے کی طرف دیکھا اور خان صاحب کیون کیون خیر باشد جوش اشتیاق کہان ہے ۔ شادی تو کیے جائیے ۔۔۔ خان صاحب کی پتلیان پھر گئین ۔ آخری وقت بھی اُس جامۂ عصمت کو ایک نظر دیکھ نہ سکے ۔۔۔ لباس شادی کفن بن کر بدن سے اُترا ۔۔۔ رانی نے آنچل سمیٹے اور یہ کہتی ہوئی چھم سے دریا مین کود پڑی ۔

جان پر کھیلتے ہین جی سے گزرنے والے زندہ نام است کیا کرتے ہین مرنے والے

ہم نے جناب افق کے مضمون سے [illegible] ت سے اسلیے کام لیا ہے کہ ہمارے ناظرین انہین کے الفاظ مین [illegible] واقف ہوجائین ۔ جس شخص کو خدا نے ذرا سا بھی ذوق [illegible] ہم انصاف عطا کیا ہے وہ اس اقتباس کو ایک نظر دیکھتے [illegible] گا [illegible] ب افق کا مقصد اس قصہ کے بیان کرنے سے بجز اس [illegible] خان صاحب کو ایک اول درجہ کا ظالم اور سفاک عیاش اور رانی گو[illegible] ہت اعلیٰ درجہ کی پارسا عورت ثابت کرین لیکن حقیقت یہ ہے کہ یا تو اُن کے الفاظ مین خیالات کا ساتھ دینے کی قابلیت نہ تھی یا واقعات مین اتنا بھی دم نہ تھا کہ باوجود اُن کی اس گنگا جمنی مرہم پٹی کے جس سے انہون نے قصہ کی ٹوٹی ہڈیون کے جوڑنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ اس قابل نہ تھے کہ اپنے پاؤن پر کھڑے ہو سکتے ۔

خان بھوپال کا کیرکٹر جن الفاظ مین دکھایا گیا ہے اُن سے بجز اس کے اور

کوئی نتیجہ نہین نکل سکتا کہ وہ ایک نہایت ہی شریف منش سپاہی تھا۔ پے در پے
شکستین کھانے کے بعد جب رانی کا قافیہ بالکل تنگ ہوگیا اور خان کے
بالکل اختیار مین تھا کہ اُسے گرفتار کر لیتا اُس نے اُن سپاہیانہ جذبات سے متاثر
ہوکر جو بہادر دشمن کے ساتھ آڑے وقت مین اچھا سلوک کرنے پر مجبور کیا کرتے
مین اُسنے رانی کو امان دی۔ اُسکے بعد باوجودیکہ رانی پر پوری دسترس رکھتا تھا
اُس نے بجائے جبر کے آشتی کے ساتھ پیغام بھیجا جسنے رانی نے جھوٹون بھی
توجہ نہ کیا جس سے معلوم ہوتا کہ وہ خان صاحب کے ڈورے ڈالنے سے راضی
نہین ہے ایسی حالت مین اگر بیچارے خان نے یہ سمجھ کر کہ محبت کے جس تیر نے
میرے دل کو زخمی کیا ہے وہی رانی کے دل مین بھی ترازو ہوا ہے اپنے ارمانون
کے نکالنے کا خیال کیا تو [illegible] ایسی حالت مین جبکہ بقول جناب افق
رانی چندے آفتاب [illegible] جور کا مرقع تھی۔ اور اکبر جیسے صلح کل
اور جامع المتفرقین فر[illegible] قسم کی ازدواجی تکاپو کے لیے
پہلے سے موجود تھی اور [illegible] دکھا رہی تھی۔ مگر رانی نے
بجائے اسکے کہ اس [illegible] یا قبول سے دیتی اُس
طریقہ سے کام لیا جو ہر [illegible] گروہ بہادرانہ اور شریفانہ
طور سے صاف انکار کر دیتی [illegible] وہ بہادرون اور سورماؤن
کی موت مرتی۔ لیکن اُس نے ایسا نہ کیا او[illegible] شریف دشمن سے رذیلانہ انتقام
لیکر ایسا نام چھوڑ گئی جسے جناب افق ہی سراہ سکتے ہین۔
معلوم ہوتا ہے کہ جناب افق باوجود زمانہ حال کے کہنہ مشق مضمون نگار ہونے کے
ابھی تک فسانہ عجائب اور گلزار نسیم کے طلسمات کے کنوئین جہانتک رہے ہین
ورنہ ناممکن تھا کہ رانی گونڈ جو اپنے محل سے دور تلوار لیے میدان جنگ مین

حریف سے لڑنے آئی ہو اور بے سر و سامانی کی حالت مین دریا کی طرف بھاگی ہو

اور امان پانے کے بعد اُسی حریف کے قلعہ کی دوسرے منزل مین بطور

مہمان مقیم ہو دفعتہً دو گھنٹے کے اندر ایسا لباس تیار کرا لے جو خان صاحب کے

جسم پر ٹھیک اترے اور پھر اس لباس کو زہر کے ایک ایسے مہلک مرکب مین

غوطہ دے جو روما کے مشہور و معروف خاندان بورجیا کے لیے بھی سرمایۂ رشک ہو

یہ تو صرف طلسمات کی بدولت ہو سکتا ہے کہ سنٹرل انڈیا کے کف دست میدان

مین حضرت گنج کی دائٹوسی لیڈلا کمپنی کی دوکان مع سنگر کی تمام مشینون کے اور کیننگ

کالج کی لیبوریٹری مع تمام آلات و ادویات ترکیب و تحلیل کیمیاوی کے چشم زدن

مین حمالہ دیونی کی پیٹھ پر پہونچ جاے۔

گونڈ کی رانی نے قتل عمد کے ساتھ خودکشی کا ارتکاب کر کے اپنے عقل و فہم

کے لیے کوئی قابل تحسین صداقت نامہ نہ تھا اس سے تو مراتب بہتر ہوتا

کہ جناب افق رانی گونڈ کے ہاتھ مین بھی ہوتے جس کی ہمت نے

افضل خان کی پیٹھ پر وہ نشان چھوڑا دیتے جبین شجاعت پر ایک

کلنک کا ٹیکا ہو کر چمکے گا۔ کیونکہ ان بیچارے خان بھوپال کو نقد جان دیکر

جنس ہم آغوشی تو نصیب ہو گئی۔

فارسی شاعری مین جو درجہ نظیری نیشاپوری کا ہے وہی اردو مین میر تقی

دھلوی کا ہے۔ لیکن میر صاحب کے کلام کے باغ مین فیض نامیہ نے پرگوئی

کے سبزے کا دامن بالیدگی یہان تک وسیع کیا ہے کہ نغزگوئی کے پھولون

کے خرمن کے خرمن اُس مین چھپ گئے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ میر

کا نام ہندوستان کے ہر اردودان بچے کی زبان پر جاری ہے پھر بھی بہت

کم لوگ ایسے ہونگے جنھین اُن کے کلام کے بالاستیعاب پڑھنے کا اتفاق
ہوا ہو۔ اِسلیے بڑی ضرورت اس امر کی تھی کہ ان پھولون کا عطر کھینچا جاے تاکہ
ذوق سلیم کا مشام اس کی خوشبو سے معنبر ہو۔ لیکن اس کام کو وہی شخص انجام
دے سکتا تھا جس کے دماغ مین سخن فہمی کے ساتھ سخنوری کی خوشبو بسی
ہوئی ہو۔ ہم نہایت خوش ہین کہ اس کام کو ہمارے مکرم مولوی میر علی حیدر صاحب
طباطبائی سے لئے آنریبل نواب عماد الملک بہادر سی۔ ایس۔ آئی مشیر کونسل
وزیر ہند سے نے نہایت خوش اسلوبی اور خوش سلیقگی سے انجام دیا ہے۔

ہم اس کے محامد و محاسن گنانے سے اس لیے احتراز کرتے ہین کہ عطر آنست
کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ یہ عطر فتنہ جناب میر صاحب کی دوکان سے ۸ر مین
مل سکتا ہے۔

ہمین یہ خبر سنکر [illegible] الاحترام ہمعصر شمس الاخبار مدراس کے
مالک مولوی نصیر الد[illegible] نا الیہ راجعون۔ شمس الاخبار جنوبی ہند
کا سب سے پرانا اردو اخبار [illegible] جشن منایا گیا تھا۔ مرحوم ایک
سلیم الطبع اور مستقیم الشعار [illegible] ور خوش سلیقگی کے ساتھ
وہ اس اخبار کو اور نیز انگریزی [illegible] ملک سے تھا، چلاتے رہے
اُسکے لحاظ سے اُن کی کوشش [illegible] ین۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت
مین جگہ دے اور اُن کے پسماندون کو جن کے ساتھ اس صدمہ مین ہمین دلی ہمدردی
ہے۔ صبر جمیل عطا فرما کر یہ توفیق بخشے کہ ان دونون اخبارون کو جو جنوبی ہند مین
مسلمانون کے ملی و سیاسی حقوق کے محافظ ہین سابقہ استقامت کے ساتھ روش
مستمرہ پر چلائے جائین۔

کرم آباد پنجاب کا ایک چھوٹا سا گاؤن ہے جو وزیر آباد کے ریلوے اسٹیشن
سے دو میل کے فاصلہ پر سیالکوٹ کی سڑک کے کنارے واقع ہے۔ آج سے
کوئی پچیس سال پہلے مولوی کرم الٰہی خان صاحب مرحوم ومغفور کو جنہین سکھ
حکومت کی جابرانہ دست برد کے باعث اپنے با اقبال آبا واجداد سے ترکہ مین بجز
خاندانی شرافت کے اور کچھ نہ ملا تھا اپنی کھوئی ہوئی عظمت اپنی لٹی ہوئی
وجاہت کے احیا وتجدید کا خیال پیدا ہوا اور اُنھون نے ایک قیمتی
جائداد نواح وزیر آباد مین خرید کر اس گاؤن کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام
کی شق اول کی رعایت سے اس کا نام کرم آباد رکھا۔ مرحوم مسلمانان طبقہ
متوسط کی اُس قدیم تہذیب کا ایک روشن نمونہ تھے جس کی جھلک اطراف
واکناف ہند مین اب بھی کہین کہین نظر آجاتی ہے لیکن جسے یورپین تمدن
زمانہ کے مقتضیات کا حلیف بن کر مٹینے کی کو[illegible]ش کر رہا ہے۔ ان واقعات
کا تذکرہ کہ کس طور پر اُنھون نے باوجو[illegible]ن کے گھر مین پیدا
ہونے کے جن کو اُنھین تعلیم دلانے[illegible]رت نہ تھی محض اپنے
ذہنی شوق سے طرح طرح کی صعوبتـ[illegible]ع و اقسام کی مصیبتین
جھیل کر علوم متداولہ حاصل کیے کہ[illegible]ت بازو کے بل پر اُنھون
نے درس وتدریس کے ذریعہ سے [illegible]لی ایک ایسی راہ نکالی جسے اُن کے
ہم چشم رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کیونکر اُنھون نے باوجود اُن تعصبات
سے گھرے ہوے ہونے کے جو انگریزی تعلیم کے خلاف ملک مین پھیلے
ہوئے تھے اپنے بیٹے کو انگریزی تعلیم دلائی شاید ایسے شخصی واقعات کا
اعادہ سمجھا جائے گا جس سے عام طور پر ہمارے ناظرین کو دلچسپی نہ ہو۔
اس لیئے ہم صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفا کرین گے کہ اس روشن خیال بزرگ کا

مقصد کرم آباد کے بسانے سے بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ وہ اپنی اولاد و احفاد
کے لیے ایک ایسا ترکہ چھوڑ جائے جو اقران و اماثل کی نظروں مین اُن کے
لئے سرمایۂ اعتبار ثابت ہو سکے۔ اپنی اولاد کے متعلق بھی اپنے زمانہ کے
عام خیالات کے مطابق اُس کی انتہائی آرزو اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ
سرکاری ملازمت کے طبقۂ اعلیٰ مین داخل ہو کر اُن مدارج پر فایز ہو جائین
جنھین ہر ہندوستانی اپنی مرادون کی معراج سمجھتا تھا اور شاید اب تک
سمجھتا ہے۔ لیکن یہ بات اُس کے حاشیۂ خیال مین بھی نہ گذری تھی کہ ایک
ایسے بیٹے کی مساعی جمیلہ کی بدولت جس کی ذات نہ صرف اپنے اسلاف
و اخلاف بلکہ کل پنجاب کے لئے سرمایۂ افتخار ثابت ہونے والی تھی کرم آباد
کی قسمت مین ایک ایسی عظیم الشان تحریک کا مبدا اور منشا ہونا لکھا تھا
جس سے ابنا [illegible] یہ آور وہ طبقہ کا جمود و غفلت مبدل
بہ حرکت و بیدا[illegible]
قبلہ و کعبہ جنا[illegible] مد خان صاحب مدظلہم العالی
کی عمر کا ایک بہت [illegible] زمت مین گذرا اور اگرچہ اپنے
والد ماجد کی طرح خاند[illegible] ہمیشہ نصب العین رہا
لیکن مبدا فیاض نے [illegible] ن ودیعت نہ فرمایا تھا جس
کے درو کی حدود خاندانی [illegible] ہو سکین وہ ایک بہت بڑا اولو العزم دماغ
لے کر پیدا ہوئے تھے جس مین یگانون کے علاوہ بیگانون کے ساتھ ہمدردی
کرنے کی بھی گنجایش موجود تھی۔ سرکاری ملازمت کی زنجیر جب تک پاؤن مین
پڑی رہی وہ اپنے ارادون کو قوت سے فعل مین لانے سے قاصر رہے
لیکن جب دور ملازمت ختم ہوا اور پنشن لے کر وہ سرکاری ذمہ داریون کی

بوجھ سے سبکدوش ہوئے تو درد کا وہ چشمہ جو سالہا سال تک اندر ہی اندر
ابل رہا تھا ایک بیک پھوٹ پڑا اور اُنھون نے ملکی اور قومی خدمت کی
دشوار گذار وادی مین قدم رکھا۔

زمینداروں کا فرقہ جس قدر معزز اور شریف اور جس حد تک ملک
کی سرسبزی و رونق کا کفیل ہے اُسی درجہ ذلیل وخوار اور جاہل و تبہ حال
بھی ہے۔ اس کی پستی و نکبت کی داستان اگر شروع کی جائے تو کئی
دفتر سیہ ہو جائین۔ یہ فرقہ اگرچہ تمدن ہند کے نظام جسمانی مین بمنزلہ ریڑھ
کی ہڈی کے ہے اور بلا تشبیہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کے خون اور پسینے پر کل
ملک کی زندگی کا دار و مدار ہے لیکن خود اس فرقہ کے افراد کی عام حالت
یہ ہے کہ دو وقت پیٹ بھر کھانا بھی مشکل سے ملتا ہے۔ ان کی اس
فاقہ مستی اور پریشان روزگاری کے اور اسبا خیر جو کچھ بھی ہون لیکن
اس مین شک نہین کہ سب سے بڑا اس حالت ہے۔ علم کی
روشنی جو زینت بزم کون و فساد ہے ا ملدہ تک پہونچی ہی نہین
اور یہی وجہ ہے کہ نہ ان کو اپنی خبر ہے نہ پنے حقوق کی۔ وہ نہین جانتے
کہ سوسائٹی مین ہم کیا حیثیت اور رجہ رکھتے ہین اور اس حیثیت
اور درجہ کے برقرار رکھنے کے لئے سرکار سے کن حقوق کا مطالبہ کرنا چاہیے اور ان
حقوق کے تحفظ کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئین۔

بے علم بھی یہ لوگ ہین غفلت بھی ہے طاری افسوس کہ اندھے بھی ہین اور سو بھی رہے ہین

اس فرقہ کی اصلاح کا بیڑا وہی شخص اٹھا سکتا تھا جو اول تو انہین مین
سے ہوتا کہ ان کی حالت زار سے کماحقہ واقف ہونے کے باعث
اُن کی اندرونی خرابیون اور کمزوریون کے رفع کرنے کا پوری طرح سے

اہل ہو - ثانیاً اُس مین موجودہ مشکل پسند زمانہ کی اہم اور پیچ در پیچ ضروریات
سے باخبر ہونے کے علاوہ علو عزم و استقلال کی صفت بدرجہ اتم موجود
ہوتا کہ پرایون کی معاندانہ تعریض و تضحیک اور اپنون کی دوست نوازانہ
شماتت اُس کے جبین عزائم پر بل تک نہ ڈال سکے - اور ثالثاً ذاتی وجاہت
اور اثر رکھنے کے ساتھ وہ فکر معاش کی طرف سے بالکل مطمئن ہوتا کہ یہ
روح فرسا فکر اتنے بڑے قومی کام کی سنگ راہ نہ ہو سکے -

اسے زمیندارون کے فرقہ کی خوبی قسمت سمجھنا چاہیئے کہ جس شخص نے
اُن کی اصلاح کی گرانبار ذمہ داری اپنے اوپر لی وہ ان تمام صفات سے بوجہ
احسن متصف تھا - اُس عمر مین جب کہ کچھ تو قوا کے انحطاط کی وجہ سے
اور کچھ آرام کے ساتھ [illegible] بسر کرنے کی اُس خواہش کی بدولت
جس کا معین [illegible] پس انداز کیا ہوا اندوختہ اور سرمایہ
ہوتا ہے [illegible] شون سے قطع تعلق کر لیتے ہین اس
شخص نے کمر [illegible] پنے ذمہ لیا جس کی مشکلات کا
مقابلہ کرتے ہوئے [illegible] سے پہلے اپنے اغراض و مقاصد
کی تکمیل کے لحاظ سے [illegible] م "زمیندار" جاری کیا اور
اُس کے ذریعہ سے اپنی [illegible] کاروان کے لیئے بمنزلہ بانگ درا
تھی زمیندارون تک پہونچانی شروع کی - یہ آواز اول اول بہت ہی
دھیمی اور مدہم تھی لیکن رفتہ رفتہ بلند اور پاٹ دار ہوتی گئی یہان تک کہ دشت
و جبل ، وادی و کہسار اُس سے گونج اُٹھے اور ایک اخبار "زمیندار" نے
چند سال کے عرصہ مین وہ کام کیا جو بڑی سے بڑی طاقت نے صدیون
سے انجام نہ دیا تھا - زمینداران پنجاب مین حرکت اور بیداری کے آثار

پیدا ہو گئے۔ وہ اپنی حالت اور حیثیت اور وقعت سے آگاہ ہو گئے۔ وہ اُن
حقوق کا جو مدت ہائے مدید سے یا تو نظر انداز ہوتے چلے آئے تھے یا پامال
کئے جا رہے تھے مطالبہ کرنے لگے۔ اُن مین شوق علم پیدا ہو گیا۔ اُن مین
قومی زندگی کی نشانیان نظر آنے لگین۔ اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے
کہ ایک ادنٰی کرشمہ اُس نئی روح کا جو اس اخبار نے زمینداروں مین بلا لحاظ
مذہب وملت (اور یہ اس کا سب سے بڑا کارنامہ ہے) پھونک دی یہ تھا
کہ قانون نو آبادی ہائے پنجاب جسے اُنہون نے اپنے لئے مضر سمجھا علی
رغم الف مخالفین لارڈ منٹو کی عنایت سے نافذ ہوتے ہوتے رُک گیا۔

اس کے بعد "زمیندار" کے واجب الاحترام ایڈیٹر نے جسے اُس کی
حق شناس قوم بجا طور پر اپنے حقوق کا محافظ و وکیل سمجھنے لگی تھی زمیندار
کانفرنس کی بنا ڈالی جس کا ابتدائی سالانہ اجلاس کرم آباد مین ہوا۔
اس کانفرنس کا مقصد جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے یہ تھا کہ زمیندارون کی
موجودہ تمدنی عمرانی اور اقتصادی حالت پر غور کیا جائے اور وہ تدابیر اختیار
کی جائین جن سے اس کی حالت کی اصلاح ہو سکے۔ اس جلسہ مین اطراف و
اکناف پنجاب کے معزز ہندو سکھ اور مسلمان زمیندار جمع ہوئے تھے اور
بہت سے مفید رزویوشن پاس کئے گئے تھے۔ لیکن اس کے بعد اس
کانفرنس کا دفتر لاہور مین منتقل کیا گیا اور کانفرنس کے محترم بانی کی خواہش
پر تقسیم عمل کے اصول کے لحاظ سے اس کے انتظام کی باگ خان بہادر
محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی لایق ہاتھون مین دی گئی۔ کانفرنس کا نام
بھی بدل کر زیادہ وقیع اور شاندار الفاظ مین "زمیندار ایسوسی ایشن"
رکھا گیا۔ لیکن یہ قول بالکل سچ ہے کہ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

خان بہادر محمد شفیع صاحب ایک اعلیٰ درجہ کے قانون دان اور لایق شخص ہون مضامین انگریزی بہت اچھے لکھ لیتے ہون۔ قومی کامون مین بھی عمیق دلچسپی ظاہر کرتے ہون۔ لیکن زمیندار ایسوسی ایشن کا روگ اُن کے بس کا نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ایسوسی ایشن ایک وجود معطل ہو کر رہ گئی۔

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ زمیندار کانفرنس کو پھر زندہ کیا جائے اس ضرورت کو سب سے زیادہ اس کے بانی نے محسوس کیا اور اُس عزم سے کام لے کر جو کسی وقت کسی مشکل کسی رکاوٹ کا شرمندہ احسان نہین ہونا چاہتا اُنھون نے فیصلہ کر لیا کہ یہ کانفرنس پھر وجود مین آے۔ اور اس مین زمیندارون کی قومی ترقی کے اسباب پر غور کر کے مناسب عملی تدابیر اختیار کی جائین۔ چنانچہ اس کی نئی زندگی کا دور اس مہینہ مین شروع ہوگا اور کرم آباد مین ۲۴ر اور ۲۵ر اپریل کو کانفرنس کا جلسہ ہوگا۔ تمام زمیندارون کو بلا تفریق مذہب وملت اس[illegible]ن دعوت دی گئی ہے۔ اس فرقہ کے جو حضرات شریک اجلاس کانفرنس ہونا چاہین اپنے قصد شرکت سے عالی جناب ایڈیٹر صاحب زمیندار کو ۱۲ر اپریل تک اطلاع دین۔

حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت کی جناب مین بہ تقریب میلاد مبارک حضور انور ہمارے مخدوم ومکرم خان بہادر مولانا سید اکبر حسین صاحب نے ارادت وعقیدت کے موتیون کی ایک لڑی نذر کے طور پر پیش کی ہے اس سلک لآلی کی آب وتاب جس پر عقد ثریا کو بھی رشک آئے کا ملاحظہ ہو۔

ذکر رسول پاک ہے فخر زبانِ انس وجن | روح کو اس سے ہے سرور قلب ہے اس سے مطمئن
ولولۂ دلِ جوان قوت خاطرِ مُسن | سنیئے اگر بگوش جان ورد ملک ہے رات دن

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

خضرِ کو ع ہے یہی شوق سجود اسی سے ہے ۔ حالتِ ذوق و وجد کا دل مین ورود اسی سے ہے

دینِ خدائے پاک کی شان و نمود اسی سے ہے ۔ منبعِ خیر ہے یہی ہمتِ جود اسی سے ہے

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

حالتِ ملک و قوم پر ہون شب و روز بے قرار ۔ دین سے دل کو پھیر دین ایسے سبب مین بیشمار

مرکزِ طبع کیا بنے جس سے ہو کم یہ انتشار ۔ آئے صدا افلاک سے یہ پڑھ تو اسی کو بار بار

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر ۔ ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر

ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر ۔ اکبر اسی کا وِرد تو صدق سے بیشمار کر

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ

رہنے دے آسمان اگر تجھ سے ہی برسرِ جفا ۔ ہو نہ ملول تجھ سے ہے دولت و جاہ اگر خفا

مسلکِ مستند یہی چھوڑ نہ تو رہِ وفا ۔ نسخہ حفظِ دین ہے یہ ہے یہی ٹھیک فلسفہ

صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علیٰ محمدٍ



جناب خان بہادر نے حضور رحمۃ للعالمین کے محامد و مناقب مین داد بلاغت دی تھی تو حافظ فضل حق صاحب آزاد نے اُس سچی الفت کے اقتضا سے جو اُنھین اسلام کے ساتھ ہے ملت بیضا کے فضائل اور مسلمانون کی گذشتہ و موجودہ حالت کی تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین اس نظم سے حظ فراوان حاصل کرین گے۔

پستی مین بھی اونچا ہے بہت نام ہمارا ۔ دنیا سے مٹائے نہ مٹے نام ہمارا

دل جانتے ہونگے جو گزر جاتی ہے دل پر ۔ لیتے مین جہان اہل قلم نام ہمارا

کفار بھی کرتے ہین ہمین یاد بہ تعظیم ۔ اب تک بھی چلا جاتا ہے اکرام ہمارا

اب تک بھی برابر نہین ہوتی ہین نگاہین | کیا گرم ہے خورشیدِ لب بام ہمارا

غیرون کے صحیفون مین جواب ہے سبب ناز | وہ وحی ہماری ہے وہ الہام ہمارا

نیرنگی قسمت کے سوا کیا ہے یہ تحقیق | اللہ! وہ آغاز یہ انجام ہمارا

ہم جانتے تھے رنج سفر لطفِ حضر کو | وہ رنج ہمارا نہ وہ آرام ہمارا

جس جام سے سرشار ہے اب محفل عالم | اُس جام مین ہے شیرۂ بادام ہمارا

وہ دانۂ دولت جسے سب سمجھے ہین خرمن | ہو جمع تو اٹھے نہ کبھی دام ہمارا

تہذیب مین اخلاق مین دنیا ہی دنی ہے | تھوڑا بھی ادا ہو نہ سکا وام ہمارا

پرسش بھی نہ تھی دوست کی دشمن کی کچھ اُسکو | اک سیل تھا ابر کرم عام ہمارا

اللہ کے بندون کی اطاعت مین سفر ہے | تھا قیصر و کسریٰ کو بھی پیغام ہمارا

صرصر کی تھی آمد تو صبا کی تھی روانی | پڑھتی تھی وظیفہ سحر و شام ہمارا

طاعت تھی وہ طاعت وہ عبادت تھی عبادت | تھا ولولۂ یادِ حق انعام ہمارا

جنت تھی پسِ پشت سقر پیش نظر تھا | پکّے تھے خیال ایک نہ تھا خام ہمارا

اخلاص مین ایثار مین دونون تھے برابر | ہم اُس کے تھے اور تھا دلِ ناکام ہمارا

کیا مشرق و مغرب کی خبر ہی تھی ہم کو | تھا عرصۂ کونین بس اک گام ہمارا

یا ہم ہین وہی سارے زمانے سے نکمے | اور ایسے کہ دنیا مین نہین کام ہمارا

تقدیر کے آگے نہین چلتی کوئی تدبیر | تقصیر کچھ اُس کی نہ کچھ الزام ہمارا

حاصل ہے بقائے ابدی جس کو وہ آزاد | اسلام ہے اسلام ہے اسلام ہمارا

سیاح اسلام اُردو کے ماہوار رسالون مین ایک گران قدر اضافہ ہی جس کی محاسن کا ضامن مولانا آزاد سبحانی سکندر پوری مہتمم مدرسۂ الہیات کانپور کا زور قلم ہی۔ اسلام کے فضائل کی توضیح اور مخالفین اسلام کے حملون کی تردید اس انداز کی ساتھ کہ جادلھم بالتی ھی احسن کا دامن ہاتھ سی نہ چھوٹے اس کا مقصد ہی۔ ہم اس کا خیر مقدم نہایت خوشی سی کرتے ہین

رفتیم یاران تخفیف تصدیع
گر درد سر بود از ما شمارا

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محکم و موثق ایمان نے جہان معرفت باری کے اور اسرار بیان کئے ہین وہان ایک نکتہ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ

عرفت ربی بفسخ العزایم۔

حقیقت مین دیکھا جائے تو یہ نکتہ جس قدر عام فہم ہے اسی قدر ہمہ گیر بھی ہے۔ روزمرہ یہ بات ہمارے دیکھنے مین آتی ہے کہ ایک شخص دل مین کوئی مقصد ٹھان کر اُس کی تکمیل کے لئے طرح طرح کے ذرایع اور قسم قسم کے وسائل اختیار کرتا ہے شب و روز اسی فکر مین منہمک اور اسی خیال مین مستغرق رہتا ہے کہ کسی طرح اُس کی غایت پوری ہو اور وہ منزل مقصود کو پہونچے اُس کی عقل نکتہ رس اور فہم دقیقہ سنج تمام اُن باتون کو جو اس مقصد کے حصول کی معین ہون اُس کے پیش نظر کرتا ہے اُس کی مساعی جمیلہ کی کشادہ شاہراہ اپنے میل و فرسنگ سے رستہ کی ہمواری اور مسافت کے قرب کا پتہ دیتی ہے اور امید کا روشن ہاتھ قدم قدم پر اُٹھ کر منزل مقصود کی طرف رہنمائی کرتا ہے لیکن عین اُس وقت جب کہ بظاہر منزل مقصود تک نہ پہونچنے کا کوئی امکان نہین ہوتا دفعتہً اُس کی مساعی کی رفتار رک جاتی ہے۔ پاؤن چلتے چلتے سو جاتے ہین اور وہ ایک قدم آگے نہین بڑھ سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان حوادث پر بجلی چمکی اور اُس کے خرمن امید پر گر پڑی۔ اور طرفۃ العین مین بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔

ان ناگہانی عوایق کو جن سے زندگی کی ہر منزل مین انسان کو سابقہ پڑتا ہے

اپنے اپنے افتاد خیال کے لحاظ سے کوئی شخص اتفاق سے تعبیر کرتا ہے۔
کوئی حادثہ سے کوئی علت و معلول اور سبب و مسبب کے تار و پود سے جو سرمایہ
کارگاہ ہست و بود ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ ان مشکلات کی جس طرح
چاہے تعبیر کرے لیکن ہم توحید پرست تو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے
ہم نوا ہو کر یہی کہین گے کہ ان عوایق ناگہانی مین شان ربانی کی جھلک نظر آتی
ہے یعنی انسان کے مساعی کی چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا کر اُس ہستی علی الاطلا
ق نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ گو وہ عقل و ادراک کے آسمان کا آفتاب ہی
کیون نہ ہو جائے لیکن اپنے خالق کے مقابلہ مین اُس کی ہستی ایک ذرہ سے کم
ہے اور یہ وہ سچائی ہے جس سے عالم و جاہل عامی و فلسفی کسی کو انکار نہین۔
دکن ریویو کو معرض وجود مین آئے ہوئے کچھ اوپر پانچ سال ہوئے ہین اور
جو کچھ بری بھلی خدمت اردو زبان کی اس سے ہو سکی اس نے انجام دی۔ شکر ہے
کہ ملک نے اُس کی کوششون کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اس عرصہ مین اس کو
طرح طرح کی مشکلات اور عوارض کا سامنا ہوا۔ کبھی یہ تاخیر اشاعت کے
مرض مین مبتلا ہوا کبھی اس نے چار چار پانچ پانچ نمبر ایک ساتھ نکالے۔ ایک
دفعہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ بوجہ ہماری علالت اور ہندوستان سے باہر چلے جانے
کے ہمین اس کی اشاعت سات آٹھ مہینے تک ملتوی کر دینی پڑی لیکن باوجود
ان تمام اسقام اور عیوب اور لغزشون کے اس کے قدردان ناظرین نے
اسے اپنا مطمح نظر بنائے رکھا۔ ہمین بھی ان تمام خرابیون کے باوجود یہ یقین
تھا کہ دکن ریویو ایک زندہ اور ہمیشہ سرسبز رہنے والی تحریک ہے جو کبھی نہین
مٹ سکتی اور جو قبر تک ہمارے ساتھ جائے گی۔ اس لئے ہم نے اُن
تمام نقصانات کو جو ہمین اس کی وجہ سے علی الاتصال برداشت کرنے پڑے

ماتھے پر بل لائے بغیر اُٹھایا۔ ہم نے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹا لیکن اس کا دوزخ بھرا۔ آئینہ مین ہمین اپنی پریشان اور متوحش صورت ہر روز دیکھنی پڑی لیکن یہ ہم نے کبھی گوارا نہ کیا کہ اس کے سرورق کی زیبایش اور رعنائی اُس تصویر کے نہ ہونے سے کم ہو جائے جو ہر پرچے مین ناظرین کو ہم ہدیتہً پیش کرتے رہے۔ یہ سب کچھ کس لئے تھا؟ محض اس لئے کہ ہمین اس کے ساتھ محبت تھی۔ اور ہم نے عہد کر لیا تھا کہ خواہ کچھ بھی ہو اسے اسی شان کے ساتھ برابر نکالے جائین گے لیکن عرشت ربی بقسیم العزا الیم ہم نہایت دلی رنج کے ساتھ بلا کسی مزید تمہید کے ناظرین کو یہ اندوہ ناک خبر سناتے ہین کہ یہ پرچہ دکن ریویو کا آخری نمبر ہے جس کی ایڈیٹری کی خدمت ہم انجام دیتے ہین۔ ہمارے کرم فرما اس خبر کو سن کر ہم سے تعجب کے ساتھ دریافت کرین گے کہ آخر اس فوری فیصلہ کا کیا باعث ہے۔ اُن کا استعجاب بے محل نہین ہے اس لئے کہ ابھی دو ہی مہینے ہوتے ہین کہ ہم نے دکن ریویو کے ذریعہ سے یہ اعلان کیا تھا کہ ہر اُس مضمون کے لئے جو اس مین شایع ہو گا مضمون نگار کو معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ کیا یہ ہمارا فوری فیصلہ سرمائے کی کمی یا مالی نقصان کی وجہ سے ہے؟ ہم اس کا یہ جواب دین گے کہ جس شخص نے پانچ سال سے مالی نفع نقصان کی پروا نہ کی ہو جس نے رود موسیٰ کی طغیانی کے ہمہ گیر نقصان مین بقدر چار ہزار روپیہ کے حصہ لے کر بھی اشاعت موقوف یا ملتوی کرنے کا خیال نہ کیا وہ کسی معمولی ماہواری نقصان کو کب خاطر مین لا سکتا ہے۔

جس چیز نے ہمین دکن ریویو سے تعلق ایڈیٹری قطع کرنے پر مجبور کیا ہے وہ سرمایہ کی کمی نہین ہے بلکہ وقت کی کمی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج تک سرکار آصف جاہ کی عنایات کے تصدق مین ہمین علاوہ سرکاری مشاغل کے اتنا فرصت کا وقت ملتا رہا کہ اُسے دکن ریویو کی ایڈیٹری کی اہم ذمہ داریون پر صرف کرسکین۔ کچھ تو ہماری خدمات کی نوعیت ہی ایسی تھی کہ ہم اپنے علمی مشاغل کے لئے کافی وقت پس انداز کرسکتے تھے اور کچھ ہماری جسمانی اور دماغی توانائی کا وفور اس حد تک تھا کہ دفتر مین چھ گھنٹے جم کر کام کرنے کے بعد بھی ہم رات رات بھر بیٹھ کر کام کرنے کے لیئے تازہ دم رہتے تھے۔ اسی وفور توانائی کا نتیجہ تھا کہ سیر ظلمات۔ خیابان فارس جنگل مین منگل۔ جنگ روس وجاپان اور فسانہ لندن جیسی ضخیم وجسیم کتابین پیش کرسکے اور پھر بھی دکن ریویو کے لئے وقت نکال سکے۔

لیکن اب ہماری خدمت کی نوعیت بدل گئی ہے جس کی وجہ سے ذمہ داری کا ایک بڑا بوجھ ہمارے سر پر آپڑا ہے اور سچ بات یہ ہے کہ زمانہ کے زبردست ہاتھ نے اُس مشین کے پرزون کو کمزور کرنا شروع کردیا ہے جسے ہم غلطی سے سمجھتے تھے کہ فرسودگی کی قید سے آزاد ہے۔ ایسی حالت مین جب کہ ہم اس کے لئے اتنا وقت نکال سکتے ہین جیسا اب تک نکالتے رہے ہین اور ایسی محنت کرسکتے ہین جیسے اب تک کرتے رہے تو ظاہر ہے کہ دکن ریویو وہ وقعت وحیثیت قائم نہ رکھ سکے گا جو اُس نے ملک کے کثیر التعداد رسالون مین حاصل کرلی تھی۔ اور چونکہ ہمین یقین ہے کہ اُن حوالی مین جو ہمین آج کل گھیرے ہوے ہین اور اُن عوایق وموانع کے باعث جو اس کی ایڈیٹری کی خدمت کی راہ مین ہم اب حایل پاتے ہین وہ اُس شگفتہ صحت کے ساتھ زندہ نہین رہ سکتا جس سے اُس کی ابتدائی نشوونما ہوئی تھی اور جیسا وہ اب تک زندہ رہا ہے بلکہ ایک مضمحل اور پژمردہ زندگی کے ساتھ اپنے دن پورے کرے گا

لہذا ہم نے قصد کر لیا کہ اگر ممکن ہو تو اُس تمام ذمہ داری کو جو اس کے مالک اور ایڈیٹر ہونے کی حیثیت سے اس وقت ہم پر تھی ایسے شخص پر منتقل کر دیا جائے جو اس سے عہدہ برا ہونے کا اہل ہو۔

معلوم ہوتا ہے کہ دکن ریویو کی زندگی کے دن ابھی باقی تھے اور خدا کو اس کا صحت و توانائی کے ساتھ قائم رکھنا منظور تھا اس لئے کہ جب ہمارا یہ عندیہ ہمارے بعض مقامی ناظرین کو معلوم ہوا تو اُن میں سے ایک صاحب نے بوجہ اُس الفت و محبت کے جو اُنھیں دکن ریویو کے ساتھ ابتدا سے ہے اس بار امانت کے اٹھانے کی نسبت آمادگی ظاہر فرمائی۔

مولوی سید مودود احمد صاحب قادری جو دکن ریویو کے آئندہ مالک و ایڈیٹر ہین ایک نہایت روشن خیال بزرگ ہین جن کے دل مین حب قومی کا ولولہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور جن کی ہمیشہ سے یہ تمنا رہی ہے کہ اردو لٹریچر کی خدمت گزاری کسی نہ کسی طرح کرتے رہین۔ مولوی صاحب موصوف نے دکن ریویو کے چلانے کے لئے کافی سرمایہ کا انتظام کرنے کے علاوہ ایک لائق اسٹاف مددگارون کا بہم پہونچا لیا ہے اور سب سے بڑی بات جو ہمین دکن ریویو کے آئندہ کامیابی کی طرف سے اطمینان دلاتی ہے یہ ہے کہ اس کے منیجر بدستور مولوی محمد بدیع الزمان خان صاحب رہین گے جنھون نے گذشتہ دو سال مین اپنے فرایض مفوضہ کو نہایت لیاقت نہایت محنت اور اعلی درجہ کی دیانت داری سے انجام دیا ہے اور جو اس کی حالت سے پوری طرح باخبر ہین۔ ہم اُس امانت کو جسے ہم جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہین اپنے جانشین کو سونپتے ہوئے یقین کرتے ہین کہ جس پالسی پر دکن ریویو اب تک چلایا جاتا تھا ہے اُس کا اتباع وہ ثابت قدمی کے ساتھ کرین گے۔ اور جو تحریک دکن ریویو

کی وجہ سے علمی حلقون مین پیدا ہوگئی ہے اُس کے بوجہ احسن زندہ رکھنے کی
کوشش مین سرگرمی وجانفشانی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھین گے ہمین دکن ریویو کے
معاونین کرام سے بھی یہ امید ہے کہ وہ اُس محبت کو جو اُنھین دکن ریویو کی ساتھ
ہے محض اس وجہ سے کہ اس کی ملکیت اور ایڈیٹری ظفر علیخان کی ذات سی علیحدہ
ہوکر دوسرے شخص کے نام منتقل ہوگئی ہے ذرا بھی کم نہ ہونے دین گے۔ اس
آخری امید کے ساتھ ہم اپنے کرم فرما ناظرین و معاصرین سی رخصت ہوتے ہین اور اپنی
جگہ ایک زیادہ تر لایق اور زیادہ تر مستعدی و شغف کے ساتھ کام کرنے والے
شخص کے لئے خالی کرتے ہین۔

ہم نے یہ الوداعی فقرہ ختم کیا ہی تھا کہ جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب
بی۔ اے کا ایک عنایت نامہ عز صدور لایا جس کے ساتھ عالی جناب مہاراجہ
سرکشن پرشاد بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہم کا ایک مضمون دکن ریویو
مین اندراج کی غرض سے ملفوف تھا۔ عالی جناب ممدوح کی ذات جنوبی ہندوستان
مین اردو انشا پردازی کی بہت بڑی حامی اور سرپرست ہے اور آپ ہی
کی قدردانی کے آغوش عاطفت مین دکن ریویو اب تک پلا اور بڑھا ہے۔
اس مضمون بلاغت مشحون کے عطیہ سے جس کا موضوع "ہولی" ہی عالی جناب
ممدوح نے اُن عنایات مین ایک اور گرانقدر اضافہ فرمایا ہے جو اب تک
دکن ریویو کے شامل حال رہی ہین۔ اگر تفارل کوئی چیز ہے تو ہم دکن ریویو
کے آئندہ ایڈیٹر اور مالک کو اُس کی خوش قسمتی پر مبارک باد دیتے ہین
کہ پہلا مضمون جو دکن ریویو مین اُس کے اہتمام سے شایع ہوگا وہ دکن کے
بلند پایہ صدر اعظم کے پر زور قلم کا نتیجہ ہوگا جس سے زیادہ دکن ریویو کی نئی

زندگی کے حق مین کوئی مبارک فال نہین ہوسکتی۔

اس کے ساتھ ہی ہم کو یہ بھی امید ہے کہ عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہم اور جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے دکن ریویو پر بدستور وہی عنایت آمیز توجہ مبذول فرماتے رہین گے جس کے لحاظ سے یہ رسالہ اپنے اوپر جس قدر فخر کرے کم ہے۔

ظفر علیخان



رسید کتب

زرین ملک کی تلاش۔ ایک اول مرتبہ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور
قیمت علاوہ محصول ڈاک۔ ---------- ۸/

منازل السایرہ۔ مرتبہ کارپردازان مخزن ایجنسی دہلی قیمت علاوہ محصولڈاک ۸/

دل سوز۔ ناول۔ دفتر پیام یار لکھنؤ۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸/

ایک اندھی لڑکی کی سرگذشت۔ مرتبہ فری ایچ جرنل ایجنسی انارکلی۔ لاہور
قیمت علاوہ محصول ڈاک ---------- ۲/

اخلاقی اور روحانی حقیقی امتحان کی تیاری۔ مرتبہ مسٹر لیکھ راج اول مدرس مدرسہ ڈیڑہ بخشیان ضلع راولپنڈی۔
قیمت علاوہ محصول ڈاک ---------- ۲/

تحفہ بنیظر المعروف بہ لب لباب براعظم ایشیا۔ مولفہ مولوی کرم الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ورنیکولر اسکول عیتر الوالی ضلع سیالکوٹ قیمت علاوہ محصولڈاک ۰/

فتاوی محمدی معہ شرح دیوبندی۔ مرتبہ مولوی سید اصغر حسین صاحب حسینی۔ حنفی دیوبندی۔
ملنے کا پتہ
حافظ محمد عبد الغفور صاحب دہانگر ٹولہ جونپور
قیمت علاوہ محصول ڈاک ---------- ۶/ ۶ پائی

الصالحات یعنی نیک بی بیان۔ مرتبہ مولوی سید اصغر حسن صاحب حنفی دیوبندی۔ ملنے کا پتہ حافظ محمد عبد الغفور صاحب دہانگر ٹولہ جونپور۔ علاوہ محصولڈاک ۲/

آفتاب رسالت۔ مرتبہ مولوی سید عبد السبحان صاحب۔ ملنے کا پتہ الانوار صابری الہ آباد۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۴/



دکن ریویو

نغمہ ارادت

جلی محفل جان مین شمع شعور ہوا جس سے پیدا ارادت کا نور
دکن بن گیا غیرت اوج طور ہوا سایہ حق کا جس پر ظہور
دعا آج اثر سے ملے گی ضرور پڑا غلغلہ ہے یہ نزدیک و دور

سلامت رہین بندگان حضور

فلک پایہ ہے آستان حضور ہے لطف خدا سائبان حضور
سکندر سے ملتی ہے آن حضور نہین بلکہ بڑہ کر ہی شان حضور
نواسنج ہین مدح خوان حضور کہ پامال ہون دشمنان حضور

سلامت رہین بندگان حضور

پڑا شمس کا ماند سارا نظام ہوا جلوہ گر جب ہمارا نظام
رعایا کی آنکھون کا تارا نظام ہمین دل سے اور جان سے پیارا نظام
سکندر نظام اور دارا نظام غرض خسروی کا سہارا نظام

سلامت رہین بندگان حضور

خدا نے دیا ہم کو وہ تاجدار | کرم اور نصفت ہی جس کا شعار
ہوا اوس سے قایم ہمارا وقار | وہ آیا تو آئی چمن مین بہار
رعایا ہے سو جان سے اوسپر نثار | نکلتی ہے دل سے دعا بار بار

سلامت رہین بندگان حضور

یہ ہے حاصل داستان دکن | کہ آصف ہے صاحبقران دکن
ہوے جب سے تم حکمران دکن | دو بالا ہوئی عزو شان دکن
دکن جسم ہے تم ہو جان دکن | نہین بلکہ روح وروان دکن

سلامت رہین بندگان حضور

تیرے عدل کی گرم بازاریان | مٹا دین گی ساری جفاکاریان
تیرے ہاتھہ نے کین گہرباریان | تو دامن کو پیش آئین دشواریان
کرین گی ہماری وفاداریان | ترے قصر دولت پہ گلکاریان

سلامت رہین بندگان حضور

حقیقت ہے آئینہ دار مجاز | خدا کی طرح تم بھی ہو بے نیاز
مگر بے نیازی پہ ہو کارساز | لقب ہے تمہارا رعایا نواز
ہمین ہے تمہاری غلامی پہ ناز | اگر تم ہو محمود ہم ہین ایاز

سلامت رہین بندگان حضور

یہ بزم جہان جب تک آباد ہو | شہا تو ہوا ور حیدرآباد ہو
نئی شان اگر کوئی ایجاد ہو | تیری شوکت و فر پہ ایزاد ہو
قضا کا تیرے حکم پر صاد ہو | بقا تیری دولت کی ہمزاد ہو

سلامت رہین بندگان حضور

ایڈیٹر

فنون لطیفہ

(۲)

فن بُت تراشی کا وجود دنیا مین فن تعمیر کے بعد ہوا - اُس زمانہ مین جبکہ سائنس نے گھوارہ سے قدم باہر نہین نکالا تھا اسکے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہین سمجھا جاتا تھا - ذوی الارواح تو گیا کواکب تک کے تغیرات کے لئے قواعد مقرر تھے لیکن یہہ کسی کو نہین معلوم تھا کہ وہ کونسا قانون ہے جو ایک بُت تراش سے اچھی صورت بنواتا ہے - مگر جب علم کا اُجالا پھیلا اور تمام قسم کے صنایع و بدایع کی زمام حکومت سائنس کے ہاتھ مین آئی تو خیالات مین تبدیلی پیدا ہونا شروع ہوئی اور یہ راز فاش ہوگیا کہ فن بُت تراشی بھی اصول و قواعد کا پابند ہے اور فن مصوری کی طرح اپنے زمانہ کے خیالات کا پَرتو ہے - بعض مصنف کہتے ہین کہ تمام صنعتون اور فنون کی غایت یہ ہے کہ اُن کے دیکھنے سے انسان کو مسرت حاصل ہو - لیکن سر جان لبک کی راے مین "فن کی یہ بہت ناقص تعریف ہے - ایک کتب خانہ کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُسکی غایت دیکھنے والون کو مسرت پہونچانا اور مکان کیلئے باعث آرایش ہونا ہے" مگر فن بُت تراشی ایک ایسا فن ہے جس سے انسان کی نظر غائر اور باریک ہوجاتی ہے اور خود صاحب فن کو اس سے ایک ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے شغل مین حاصل نہین ہوسکتی - بڑے بڑے ماہرین فن اکثر بڑے غور و خوض کرنے والے گذرے ہین - بُت تراش - مصور - شاعر اور فلسفی - ان سب کے دماغ ایک سے ہوتے ہین - تینون کو ایک سی قابلیت عطا ہوتی ہے چاہے عمل کے طریقے مختلف ہون - اور سب کا مذاق ایک سا ہوتا ہے - ان فنون کو جیسا کہ کہا

جاتا ہے خود نیچر پر تفوق حاصل ہوتا ہے۔ افلاطون کا قول ہے کہ "اگر تم
ایک ایسے آدمی کو لو جسے قدرت نے بنایا ہے اور اُسکا مقابلہ اُس بت سے
کرو جسے خود انسان نے بنایا ہی تو قدرت کی بنائی ہوئی مورت خوبصورتی مین ہمیشہ
کم درجہ پر نظر آئیگی کیونکہ فن بمقابلہ نیچر کے زیادہ صحیح و درست ہوتا ہے"
بیکن بھی اپنی کتاب ترقی علوم (اڈوانسمنٹ آف لرننگ) مین لکھتا ہے کہ
"چونکہ دنیا روح سے کمتر رتبہ رکھتی ہے۔ اس وجہ سے روح انسانی کو اُس سے
زیادہ بڑائی۔ اُس سے کامل تر نکوئی اور اُس سے زیادہ پختہ تنوع کی خواہش
ہوتی ہے جسقدر کہ اُسے اشیاے قدرت مین عام طور پر نظر آتی ہے" قدیم
یونانیون مین ایک کہانی مشہور تھی کہ پرامی تھیوس نے ایک مرتبہ منروا (علم
وفضل کی دیبی) کا ایک خوبصورت بت بنایا۔ دیبی اس بت کو دیکھکر نہایت
خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ اس بت کی تکمیل مین اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو
مین آسمان سے لے آؤن۔ پرامی تھیوس بہت عقلمند تھا۔ اُسنے کہا بہتر
یہ ہے کہ مجھے ہی وہان لے چل تاکہ مین جو چیز چاہون لے آؤن۔ دیبی راضی
ہوگئی اور اوسے آسمان پر لے گئی۔ پرامی تھیوس وہان پر یہہ دیکھکر کہ ہر شے
کی زندگی کا باعث آگ ہے اپنے ساتھ اسی آگ کی ایک چنگاری لیتا آیا
اور اپنے بت مین ڈالدی جس سے اُس مین جان پیدا ہوگئی۔ اس کہانی
سے یہ غرض ہے کہ ان تمام فنون کی غائت قدرت کی اصلی صورت کے مشابہ
مورت بنانا ہے۔ مگر نقل کو حصول شے کے لئے ایک ذریعہ تصور کرنا چاہیئے
نہ کہ غایت فن۔ سرجوشوا رنیالڈز کا قول ہے کہ جسقدر زیادہ صاحب فن نیچر کا
مطالعہ کرتا ہے اُسیقدر زیادہ وہ شے کے صحیح و کامل تصور کے قریب ہوتا جاتا
ہے۔ سرجان لبک کہتے ہین کہ "صاحب فن کو چاہیئے کہ نئی نئی باتین پیدا کرے

اور نقل بھی کرے" ڈکٹر کرزن کا قول ہے۔ "جو چیز ہم بنانا چاہتے ہین اُسکی نظیر کے لئے اگر ہمنے کسی حقیقی اور اصلی شئے کو مد نظر نہین رکھا ہے تو ہمارے متخیلہ کو بے جان سمجھنا چاہیئے لیکن ساتھہ ہی اگر وہ حقیقی اور اصلی شئے ہمارے متخیلہ کے ساتھ ہم آغوش نہین ہے تو اس مین جلوہ حُسن کبھی نہ پیدا ہوگا۔ دونون کو ایک جگہہ جمع ہونا چاہیئے۔ دونون ایک ساتھ اور باہم ملے جلے رہین تو اچھا ہے۔ اسی طور پر بہتر سے بہتر شئے تیار کی جا سکتی ہے۔ حُسن کو یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ نیچر کی جو اپنی جگہہ پر خود ناقص ہے محض نقل ہی نقل ہے بلکہ وہ بجائے خود ایک مستقل شئے معہود فی الذہن ہے"

یہی مصنّف ایک دوسرے مقام پر کہتا ہے کہ "پاک لطیف اور حسین اشیا محض اُس ذات پاک کے جلوے کے مختلف مظاہر ہین۔ اس صورت مین جب ہم سچائی۔ حسن اور نکوئی سے محبت کرتے ہین تو اصل مین ہماری محبت کا مقصود خود وہ ذات بے ہمتا ہے۔ خدا کی ذات کی محبت ان مختلف جلوون کی محبت مین مخفی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس ذات بے ہمتا کے جلوے کا تماشا جو تمام پاک نفیس اور خوبصورت اشیاء مین نظر آتا ہے صرف انہین مختلف مظاہر پر منحصر نہین کہا جا سکتا" اس فن کی تعریف سڈنی کالون اسطرح کرتا ہے۔

"یہ ایک قسم کا فن صورت گری ہے جسکا کام یہہ ہے کہ اشیائے قدرت۔ خاصکر جسم انسانی کی نقل اشیاء کو گھڑ کر اُتارے اسطور پر کہ طول و عرض و عمق (یا دبازت) تینون مین تناسب ہو یا کم سے کم صرف لمبائی اور چوڑائی مین تناسب اور تیسرے جزو یعنی عمق (دبازت) مین کسی قدر کمی ہو۔ اس فن کی ابتدا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کارنتھہ مین ایک کمہار تھا جسکا نام بوٹاڈیس تھا جس نے سب سے پہلے آدمی کا ایک چہرہ چکنی مٹی کا بنا کر اپنے برتنون کے ساتھہ

پکایا تھا۔ تاریخ سے جو پتہ ملتا ہے وہ یہ ہے کہ چھٹی صدی قبل مسیح میں ۶۶۰ ق م مین سنگ مرمر
کے بت بنائے جاتے تھے۔ برن ایک جرمن محقق کا خیال ہے کہ یونان مین
کانسے کی دریافت کے قبل صرف عبادت گاہون کے لئے بُت بنائے
جاتے تھے مگر پھر سنگ مرمر کے بُت بنائے جانے لگے اور چیس بُت تراشی کا
مرکز بن گیا۔ اسکے دیکھا دیکھی مگنیسیا۔ سی سیون۔ کریٹ اور ایجینا مین بھی چرچا
شروع ہوا جہان اس فن نے بہت ترقی حاصل کی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ
ان مین سے اکثر مقامات جزیرے تھے جو مشرقی ممالک کے متصل واقع تھے۔
اسلیئے کیا یہ نہین کہا جا سکتا کہ جزیرے والون نے دراصل مشرقیون سے اکتساب
فن کیا ہو؟ بہرحال ان تمام مقامات یعنی سی سیون۔ آرگس۔ ایجینا اور ایتھنس
مین دیپونس۔ مائی رونی۔ پالی کلی ٹس۔ کیلن اور ہر موڈیس وغیرہ مشہور بُت
تراش گذرے ہین جنہون نے اپنے کمال کو زیادہ تر دیوتاؤن اور دیبیون کی
مورتین بنانے مین ظاہر کیا۔ مگر اس فن نے اب میدان مین قدم آگے بڑہایا
اور پلے نی کے بیان پر اگر اعتبار کیا جاوے تو فیثا غورث پہلا شخص تہا جسنے
سائریاکیوس مین فلوکٹی ٹیز کی مورت بنائی جسمین اُسنے یہہ دکھایا کہ گویا فلوکٹی ٹیز
چلنے کو قدم بڑہاتا ہے مگر پیر مین ایک زخم کی وجہ سے سخت تکلیف ہے اور
رگ اور پٹھے تنتے اور نسین کھنچتی معلوم ہوتی ہین۔
فتوحات سلامیس۔ پلیٹیا اور مائی کیل کے بعد یونانیون مین اپنی کامیابیان کی
یادگارین قائم کرنے کا ایک جوش پیدا ہو گیا اور طرح طرح کے بُت بنائے گئے۔
بعض مندرون مین سجائے گئے۔ بعض دیگر عمارات مین رکھے گئے۔ اسوقت تک
بتون مین علم الادیان کے لحاظ سے بہت کچھہ نقص ہوتا تھا مگر ۵۰۰ قم سے جسمین
ایتھنس کا ایک باشندہ فی دیس مشہور بُت تراش گذرا ہے یہ خرابیان دور ہو چلین

اور اسکی بنائی ہوئی مورتین جو برٹش میوزیم مین موجود ہین اُسکے کمال کا پتہ دیتی ہین -
اسکے بعد الکمی نیز اور اگوریکری ٹس اسکے دو شاگرد مشہور ہوے - ایتھنس کی ان
بُت تراشون کی مقابلہ مین پیلو پانی سس مین پالی کلی ٹس اور اُسکے شاگرد گذرے
ہین جو بُت تراشی مین اپنی ایتھینی حریفون سے کچھ کم نہ تھے - محاربہ پیلو پانی سس کے
بعد یونانیون کے دلو نپر جبس غم واندوہ - یاس وحرمان نے ہجوم کیا اُسکا اثر زمانہ
مابعد کی تمام یونانی مورتون مین پایا جاتا ہے - اس زمانہ مین اسکو پاس بہت
مشہور بت تراش گذرا ہے جو کیفیت طبع وجذبات انسانی کو پورا پورا ظاہر کرسکتا تہا
یونانیون کے کنہیا آپالو کا ایک بت اُسنے بنایا تہا جو اب تک ایتھنس مین بحفاظت
تمام رکھا ہوا ہے - اسمین جو کیفیت کہ دیوتا پر اپنی موسیقی کے اثر سے پیدا ہوگئی
ہے اُسکا نہایت صاف و واضح طریقہ پر اظہار کیا ہے - اس مصور کا شمار یونانی
بُت تراشون کی دوسری جماعت مین ہے جو چوتھی صدی قبل حضرت مسیحؑ مین مشہور
ہوئی تھی - انکے ہمعصر آرگس اور سی سیون مین یو فرنیار وغیرہ ہوے ہین -
جب اسکندر فیلقوس کا زمانہ آیا اور فتح مشرق کے بعد دولت وثروت کا
مینہ یونان پر برسنے لگا تو یہ فنون بہی اُسکے اثر سے بچ نہ سکے - اس زمانہ کے تمام
بتون مین جو ایتھنس اور سی سیون کے بت تراشون نے بنائے یہہ اثر پایا جاتا
ایتھنس مین پیر کزی ٹلیس کے بیٹون سفی لوڈوٹس اور تمارکس نے اور
سی سیون مین لسی پس کے بیٹون اور شاگردون نے بہت ناموری حاصل کی -
ان دو طبقون کے علاوہ روڈز اور پیر گیمس کے طبقات بہی مشہور
ہین جنہون نے دوسری اور تیسری صدی قبل حضرت مسیحؑ مین شہرہ حاصل کیا تھا
ہندوستان مین اس زمانہ کے ہندیون کی بنائے ہوے بتون کے نمونے
بھی کسیقدر وقعت رکھتے ہین - یہہ اپنے انداز مین بالکل ہندی الاصل ہین -

ان مین ہاتھیون۔ ہرنون اور بندرون کی مورتین بھی پائی جاتی ہین جو بتاتی ہین کہ انکے بنانے والے کسقدر نقل کو اصل سے ملا دینے والے تھے۔ ہندوستان مین اس فن کی ترقی سکندر اعظم کے حملے کے بعد بہت ہوئی اور چوتھی پانچوین صدی مین بہت اعلیٰ درجہ پر پہونچ گیا۔

مگر یونان مین اس فن کے عروج کا زمانہ رومیون کی فتح تک رہا۔ انہین فنون لطیفہ سے کچھ زیادہ دلچسپی نہ تھی اسلیئے یہ زمانہ فن کی بے قدری کا شمار کیا جاتا ہے۔ قوم فاتح کی اس بے اعتنائی کے باوجود ایتھنس والون نے اپنا اصلی مذاق نہ چھوڑا۔ اس زمانہ مین جو کچھ ترقی انہون نے کی اُسے "نیوا ٹیک اسکول" کی جانب منسوب کرتے ہین جسکے مشہور بت تراش پالک سیر اور اُسکے بیٹے پوتے تھے۔

رومتہ الکبریٰ مین جمہوری سلطنت کے اختتام کے وقت ایک بُت تراش پسی ٹلیر گذرا ہے جو ہنرمندی مین نیوا ٹیک اسکول والون سے بہت بڑھ چڑھ کر تھا۔ اسکے بعد رومتہ الکبریٰ مین جولیس کے زمانہ مین آرسیسی لاس گذرا ہے جو گو متقدمین کے مقابلہ مین کچھ نہ تہا۔ مگر متاخرین مین سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔

چوتھی صدی عیسوی مین جبکہ روما مین قسطنطین اعظم کی اولاد حکمران تھی یہ فن معرض زوال مین آیا۔ پانچوین صدی بھی یون ہی گذری۔ چھٹی صدی عیسوی مین بیشک جسٹنین کے زمانہ مین بائی زن ٹیم کے اثر سے آیونیا مین ایک خاص قسم کی سنگ تراشی کا رواج ہوا جسکا مقصد آرایش مکان ہوتا تہا۔ سنگ مرمر کی بڑی بڑی سلون پر مور اور دوسرے پرندون کی ابھری ہوئی تصویرین کاٹ کر آرائش کے لئے پردہ اور منبر بنائے جاتے تھے۔ بائی زن ٹیم

(قسطنطنیہ) جب سلطنت روما کا دار السلطنت قرار پایا تو زمانہ وسطی کے تمام فنون کو یہین سے نشو و نما حاصل ہوئی جسکی یادگار مین سینٹ پیٹر کا ایک رومین بُت اب تک موجود ہے۔ اس زمانہ مین دہات کے کامون کو زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ بائی زن ٹیم کا یہ اثر قریب قریب بارہوین صدی تک تمام ممالک یورپ پر حاوی رہا۔ انگلستان مین حضرت عیسیٰ کی اُبھری ہوئی مورت اور لیزارس کی قبر جو چچیسٹر مین اب بھی موجود ہے اس زمانہ کی یادگارین ہین۔ بارہوین صدی عیسوی کے بُت تراشی کے بہترین نمونے نائٹس ٹمپلرس کے مجسمے ہین جو ٹمپل چرچ لندن مین اب تک محفوظ ہین اور نیز ہنری سوم اور ملکہ ایلینار کے وہ مجسمے ہین جو وسٹ منسٹر ایبی مین موجود ہین۔ تیرہوین صدی عیسوی مین انگلستان مین اکثر گرجون کی آرایش کے واسطے بُت بنائے جاتے تھے۔ ہان فرانس کی تاریخ مین یہ زمانہ بُت تراشی کے لئے ایسا گذرا ہے کہ دنیا مین کوئی دوسرا ملک اسکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا۔ پیرس مین سینٹ چیپل کے بنہائے ملائک اور ایم نیز کے گرجے مین حضرت مسیحؑ اور پیغمبرون کے بت اور بنہائے ناٹرڈام اس زمانہ کی چند مثالین ہین جو اپنا جواب نہین رکھتین۔ جرمنی مین بھی اس زمانہ مین بُت تراشی کا خوب چرچا رہا مگر فرانس کا مقابلہ کبھی نہ ہوسکا۔ فرائی برگ گرجے کا طلائی پھاٹک اور حضرت مریمؑ کی وفات کی اُبھری ہوئی تصویر جسکے گرد حواری اور پیغمبر غم و رنج مین مبتلا ظاہر کئے گئے ہین جرمنی مین اس صدی کی یادگار کے طور پر باقی ہین۔ جنوب اٹلی مین ایک مدرسہ بت تراشی کا تھا جسمین فرانس کی تقلید کی جاتی تھی۔ یہان صرف ایک شخص کاس می ٹائی کچھہ قابلیت کا گذرا ہے باقی دوسرے کچھہ ایسے زیادہ اچھے نہ تھے۔

انگلستان مین چودہوین صدی عیسوی کی یادگار ایڈورڈ سوم اور

رچرڈ دوم اور اوسکی ملکہ کے مجسمے ہین جو دوسرے ممالک کے مقابلہ مین کچھہ بہت اچھے نہین کہے جا سکتے - فرانس مین یہ زمانہ بُت تراشی کے لحاظ سے اچھا نہ تھا - اسمین بجاے ترقی کے کچھہ تنزل ہی ہوا - جرمنی کی رفتار بھی کچھہ دہیمی تھی نیورنبرگ کے بُت اس زمانہ کی صنعت کے شاہد ہین - ہان اٹلی مین فلارنس نے بڑے بڑے نامور بُت تراش پیدا کئے اور روما اور قرب وجوار کے شہر اس فن کے لحاظ سے مرجع انام بن گئے حتی کہ پندرہوین صدی عیسوی مین فلارنس دنیا کے فنون لطیفہ کا مرکز بن گیا اور قدیم زمانہ کے ایتھنس سے مقابلہ کرنے لگا اور ڈوناٹیلو رابیا اور پسانیلو کے کامون نے یونان قدیم کی یاد تازہ کردی - اٹلی کے شمالی حصّہ مین خاصکر ویرونا اور وینس مین بت تراشی کے چند مدرسے تھے جو ٹسکنی کے فنون سے اختلاف رکھتے تھے - پسانائی اور ارنالفو دل کیمبیو اس زمانہ احیائے فن مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے - انکے بعد ارکیگنو وغیرہ ہوئے جو اپنے اُستادون کے قدم بقدم چلے - مائنو ڈی فائی سولا اور دونون بھائی روزلائن بینیڈٹو ڈی مینو اور دوسرے بُت تراشون نے مذہبی مورتون مین اپنے کمال کی ایسی نظیرین چھوڑی ہین کہ اسوقت تک اُنکا جواب ممکن نہ ہوا - پیڈ ناکا بت جو ڈوناٹیلو نے بنایا اور کیلونی کا بُت جو ورو چیو اور لیو پارڈی نے بنایا دنیا کے بہترین بتون مین شمار کئے جاتے ہین - انکے بعد میکائیل انجیلو پیدا ہوا جسنے اِس فن کو انتہائی کمال تک پہونچا دیا - حضرت داؤدؑ کا سر جو اس بت تراش نے بنایا ہے اوس کی کمال صنعت کا گواہ عادل ہے - اٹلی کے فن کو اس کے بعد زوال شروع ہوا اور جس طرح اور فنون دولتمندون کے ہاتھہ مین پڑ گئے تھے یہہ بھی اون کے قبضہ مین چلا گیا -

اس صدی مین جرمنی نے بھی بہت کچھہ ترقی کی اور بڑے بڑے صاحب فن

پیدا کئے - جارج سرلن - وائٹ اسٹاس اس زمانہ کے مشہور بُت تراش گذرے
ہین جو لکڑی کے بُت بنایا کرتے تھے - نیور نبرک کا خاندان ورجر تین پشتون تک
مشہور رہا - اس خاندان مین پیٹروزجر اُستاد فن تسلیم کیا جاتا ہے - اسکے مشہور
کامون مین آرچ اور بشپ کی قبر تھی جو میگڈ یبرگ کے گرجے مین اب تک موجود ہے
سولہوین صدی عیسوی فن اطالیہ کا زمانہ زوال تھی - فرانس نے بھی
جو کچھ کیا اٹلی ہی کی تقلید مین کیا بنو نیو ٹوسیلنی کا اثر اس صدی مین تمام فرانس
پر غالب تھا - جین گوجن (المتوفی سنہ ۱۵۷۲ء) اس زمانہ مین فرانس کا مشہور بُت تراش
گذرا ہے - اسکی بنائی ہوئی ڈائنا کی مورت جو لاور مین موجود ہے حُسن شے اور
کمال فن کی ایک یادگار ہے - جرمنی مین شروع شروع خاندان ورجر کا اثر غالب تھا
مگر آخر حصہ صدی مین اٹلی کا اثر غالب ہو گیا - انگلستان اس زمانہ مین جرمنی کے
اثر سے متاثر تھا جسکا ثبوت اُن مورتون سے ملتا ہے جو ویسٹ منسٹر مین ہنری ہفتم
کے گرجے کی دیوارون پر نصب ہین -
سترہوین صدی عیسوی مین انگلستان - فرانس اور جرمنی مین یہہ فن
تنزل کی حالت مین رہا - اٹلی مین صرف برنی نامی ایک شخص نیپلس کا رہنے والا
تھا جسکی اپالو اور ڈیفنی کی مورتین عجیب لطافت و کمال کی نظیرین ہین - اٹھارہوین
صدی عیسوی مین اٹلی مین کوئی رد نو - کوراڈائی نامی اور سماٹینو نے چند لاجواب
بُت بنائے جو سینٹ میریادی سانگرائی کے گرجے مین ابتک موجود ہین انگلستان
مین اس صدی مین یہ فن فلانڈرس اور دیگر غیر ملک والون کے ہاتھ مین تھا -
انگریز بُت تراشون مین صرف جان بیکن اور جان فلیکسمین صاحب شہرت گذرے
ہین - فرانس مین اس زمانہ مین جین انتونی ہاڈن تھا جو اس فن مین عجیب
غیر معمولی دسترس رکھتا تھا - اسکے بنائے ہوئے چند بُت اسکے کمال کے آجتک

داد طلب ہین - جرمنی مین بُت تراشی کے شوق کی آگ جو گذشتہ صدیون مین بجھہ چلی تھی اس زمانہ مین سُلک اُٹھی مگر بجائے زمانہ اوسط کے طرز کے قدیم یونانی طریقے کی پیروی کیجانے لگی جسمین اعلی درجے کی کامیابی کبھی حاصل نہوئی - انیسوین صدی کے آخر مین ترقی کی رفتار ذرا تیز ہوئی اور جرمنی نے چند ایسے بُت تراش پیدا کئے جو اپنے فن مین کسی قدیم وجدید شخص سے کم درجہ پر نہ تھے - کارپو اس زمانہ مین سب سے زیادہ مشہور تھا -

فن بُت تراشی مین جو ترقی عیسائیون اور بُت پرستون نے کی اوسکا کسیقدر اندازہ ناظرین کو ہوگیا ہوگا - رہے مسلمان - اُنہین اس فن سے کوئی مناسبت نہ تھی بلکہ اگر کچھہ تھا تو بغض ہی تھا - اونکا مذہب بُت پرستی و بُت تراشی دونون کا دشمن اور سخت دشمن ہے - پھر بھی بعض مسلمان بادشاہون کے محلات مین بُت اکثر سجاوٹ کے طور پر رکھے جاتے تھے - شاہان اودہ کے باغون اور محلات مین بُت آراستہ تھے مگر یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ مسلمانون کے بنائے ہوئے تھے یا غیرون کے - بلکہ قیاس کا رجحان زیادہ تر آخر الذکر اشخاص کی جانب پایا جاتا ہے - موسیو لی بان نے ایک خلیفہ مصر کے محل کا حال لکھا ہے "جسکا قصر اُسکے محل کی بیبیون کی مورتون سے بھرا ہوا تھا" اندلس کی تاریخ مین اس قسم کی بہت سی نظیرین پائی جاتی ہین - عبد الرحمن اعظم کے قصر اور اوسکی بیگم کے محل مین بکثرت بُت سجے ہوئے تھے مگر بقول اوسی مصنف کے "عربون کی بُت تراشی کے بہت ہی ٹوٹے پھوٹے نمونے ہم تک پہونچے ہین - ان مین الحمرا کی بیت العروس کی عجیب مورتین اور پیسا کے کامپوسینٹو کی کانسی کی بنی ہوئی نصف شیر اور نصف باز کی مورت اور فورٹونی کے عجائب خانہ کا وہ کانسی کا شیر جسکے مُنہ سے فوارہ جاری تھا رہ گئے ہین لیکن یہ نمونے زیادہ تر اُس حرفتی صناعی کی مثالین ہین جو کسی خاص ضرورت سے بنائی جاتی ہین اور اونکو فی الواقع اصلی بُت تراشی کے نمونے نہین کہہ سکتے -

محمد معشوق حسین خان

قصیدہ

فی التغزل والنعت

قسمت پہ عزیز اپنی کرون کیون نہ مباہات ‏ — ‏ کس عربدہ جو سے ہوئی ہی آج ملاقات

توڑی اثر نالہ نے جب مہر لب ضبط ‏ — ‏ کس شوق سے کہلنے لگی طومار شکایات

کام آہی گیا گریہ بیتابیِ فرقت ‏ — ‏ اک عمر سے نکلے ہی نہ تہی دل کے بخارات

دن ختم جو ہوتا تھا تو کرتا تہا دعائین ‏ — ‏ اللہ کرے خیر سے کٹ جائے کہین رات

بیربطیِ شیرازۂ اجزائے طبیعت ‏ — ‏ اسطرح کہ جیسے ہو پریشانیٔ ذرات

اک قہر تہا مجبوری و دعوایٔ محبت ‏ — ‏ برسون سنی ناصح کی وہ تقریر خرافات

کیا پوچہتا ہی لذتِ آزادگیِ عشق ‏ — ‏ جکڑے ہوئے تھی پاؤن کو زنجیر خیالات

دل تا جگر اک ایسا بیابان تہا کہ توبہ ‏ — ‏ رونی کی فقط ایک صدا آتی تھی دن رات

گہہ لب پہ مرے بتکدہ مین یا صنم آیا ‏ — ‏ کعبہ مین پکارا کبہی ای قاضی حاجات

ہر شب تھی پرستاریِ اوہام جنون خیز ‏ — ‏ ہر صبح تھی درگاہ محبت مین مناجات

اللہ رے وہ بیخودی شوق کا عالم ‏ — ‏ کوشش تھی کہ ہو جا کہین تم سے ملاقات

وہ دل جو تھا خمیازہ کشِ لذتِ وصلت ‏ — ‏ اسوقت نہ پوچہا اس دل سرگشتہ کے حالات

تجھ کو اثر جذبہ عاشق کی قسم ہے ‏ — ‏ اب دی مہرے ان چند سوالون کی جوابات

تا چند سراسیمہ رہون صورتِ سیماب ‏ — ‏ فرمایا کہ جب تک رہی شوخی اشارات

مینے یہ کہا ہوگا ستم مجھ پہ کہان تک ‏ — ‏ فرمایا یہ جب تک کہ رہین تجھ پہ عنایات

کی عرض یہ مینے کہ رقیبون پہ نوازش ‏ — ‏ فرمایا وہ در اصل ہین شایان مراعات

مینے یہ کہا آئے ہو مقتل مین تہیدست ‏ — ‏ فرمایا کہ کافی ہین مرے چند اشارات

مینے کہا زندہ ہین شہیدان محبت — فرمایا تجھے قتل کرونگا پئے اثبات

مینے یہہ کہا دل مین بھڑکتا ہے جہنم — فرمانے لگے ہی یہ محبت کی مکافات

مینے یہ کہا جاؤنگا اب میکدہ کو مین — اک جام پیونگا پئے تردید خیالات

غصہ سے کہا چشم فسونساز کو ئل کے — لے دیکھہ لئے سب کیفیت بزم خرابات

مین نے اثر نالہ مجنون جو سنایا — بولے کہ نہین معتبر اب ایسے حکایات

دریافت جو کی ماہیت برق تجلی — فرمایا یہ ادنی ہی مری رمز وکنایات

پوچھا دل گم گشتہ کو اپنے کہ ہوا کیا — فرمایا کہ لازم نہین اندیشہ مافات

مینے یہ کہا وصل تو ممکن ہی پس مرگ — بولے مرے نزدیک ہی تاویل خیالات

مینے جو کیا وصف جمال مہ کنعان — فرمایا ملاحت ہی نہین جب تو ہی کیا بات

مینے یہ کہا عشق کی خلقت ہوئی پہلے — فرمایا غلط سب سے مقدم ہی میری ذات

اس چھیڑ سے مطلب تو غرض ہوگیا حاصل — گستاخی تقریر میری رہ تو گئی بات

ہان ہان مجھے یاد رہی خفا کس لئے ہین آپ — سر حلقہ ارباب شہود آپ ہی کی ذات

مینے یہ کہا وصل تو ثابت ہے مری جان — کیا بھول گئے تم شب معراج کی حالات

فرمایا کہ ابرو تھے وہان بھی تو کشیدہ — تھے دونون کمانون مین جدائی کی اشارات

مینے یہ کہا ہاتھہ سر دوش تہا کس کا — فرمایا نہ پوچھہ اسکو وہ تھی اور ہی اک بات

کس ذیل تہا بوسہ پا پائے مبارک — یہ تو مجھے بتلائیے اے قبلہ حاجات

فرمایا وہ تہی عرش الٰہی کی جسارت — مانع ہوئی مجھ کو روش حسن مراعات

مینے کہا فرمائیے خلوت مین رہا کیا — فرمایا یہ ہین راز نہ کر ایسے سوالات

بہتر ہے کہ پڑہ مدح مین میری کوئی مطلع — تا خلق پہ ظاہر ہو ترا جوش موالات

سایہ بھی جدا جسم سے ہوتا نہین دن رات
زور کشش حسن خداداد کی کیا بات

یہ کہہ کے ترے حلقۂ گیسو مین چلا دل — ہی آج ہمارے لئے معراج کی یہ رات
کیا ذکر مرا دل بھی ہی میرے تو زبان بھی — مشتاق رہی تجھ سے تکلّم کے جمادات
سوئی مین بھی وا چشم حقیقت نگری ہی — یکسان ہی ترے واسطے سب دن ہو کہ ہو رات
ہون راز جلی یا کہ خفی تجھ پہ ہویدا — تو دیکھہ رہا ہی عقب و پیش کے حالات
تو شارح آیات کتاب فتدلّی — خلوتکدہ حسن کی ہمراز تری ذات
ہر جامۂ نو قامت موزون پہ مزیّن — کرتا ہی ترے پیکر نازک پہ مباہات
اللہ ری شوخی تری اک چشم زدن مین — طے تو نے کئے ہین حجب عرش و سموات
کس منہ سے کہون کیفیت لذت تقریر — اللہ قسم وحی سمجھتا ہون تری بات
زلفون سی تری چین جبین کا ہی اشارہ — ہو معجزہ شق قمر آئی ہے اب رات
کہتے ہین اسی واسطے تجھ کو ابو الارواح — تھا نور ترا مظہر ارضین و سموات
وہ مہر نبوت ہے نہین سنگ حرم کچھہ — ہان تو ہمہ تن کعبہ ہی اے قبلہ حاجات
ہی قصد بتاؤن کا الگ عرش محبت — کرتا ہون بہم جمع تری راہ کی ذرّات
کرتا ہون ترے نام پہ ختم اپنا قصیدہ — دور صلوات اب ہو کہ ہی جوش موالات

محمود و محمّد شرف عالم و آدم
میر عرب و میر عجم سید سادات

مرزا محمد ہادی عزیز

نامہ روح

تمہید

علوم طبیعات مین روز بروز نئی نئی تحقیقاتین اور استکشاف ہو رہے ہین اور اب تک ایسی ایسی باتین دریافت ہوئی ہین کہ جنکے سننے سے انسان کو حیرت ہوتی ہے۔ زمانہ کی رفتار ترقی پر ہے اور ہر ایک قوم اپنے اپنے زمانہ مین صفحہ ہستی پر اپنی امٹ یادگار چھوڑ گئی ہے۔ فلسفہ اور علم طبیعی و کیمسٹری نے مذہبون کو بنیاد سے ہلا دیا ہے اور جس ملک مین ان علوم نے ترقی کی ہے وہان الحاد اور دہریت پھیل گئی ہے۔ لوگون کے عقاید مین فرق آگیا ہے اور مذہبی پابندیون سے آزاد ہو گئے ہین۔

یورپ کے اکثر ممالک مذہب کا طوق صرف ملکی مصلحت کی وجہ سے گردن مین ڈالے ہوئے ہین ورنہ اگر پولیٹکل مصلحتین مانع نہ ہوتین تو اب تک دین عیسوی کا کبھی کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔

حال مین ریویو آف ریویوز کے مطالعہ سے مجھے اس نئے اسکتشاف کا حال معلوم ہوا ہے جس سے مردہ لوگون کی روحین بعد مرگ بھی دنیا مین اپنا پیام بھیج سکتی ہین۔ اب یہہ واقعہ خواہ جھوٹ ہو یا سچ مگر اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ بیشک یہہ تحقیقات بے بنیاد نہین۔ مجھپر جو واقعہ گذرا ہے اگرچہ میرے قوائے ذہنی کے اعتدال کے نقدان کا باعث ہی کیون نہ قرار دیا جائے مگر اُس نے میرے دل و دماغ پر کچھ ایسا اثر کیا ہے کہ مجھے اس پر ایمان لانے مین ذرا بھی تامل نہین۔

پرسون کا ذکر ہے کہ مین نے رات مین یہہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص جسکی صورت اور نام سے میری آنکھین اور میرے کان آشنا ہین مجھ سے اُن واقعات کا ذکر

کر رہا ہے جو اوسکو دنیا اور عاقبت مین پیش آئے ہین اور مین انہین قلبند کرتا جاتا ہون
صبح کے وقت جب مین بیدار ہوا تو مین نے اپنے پلنگ پر کاغذ کے چند صفحے پائے - میرے استعجاب اور حیرت کا کون اندازہ کرسکتا ہے کہ جب ان صفحات کے پڑھنے پر مجھے یہہ معلوم ہوا کہ یہہ وہی حالات ہین جنکو مین نے عالم خواب مین قلبند کیا تہا مین اُن حیرت انگیز حالات کو ناظرین دکن ریویو کی دلچسپی کے لئے ذیل مین نقل کرتا ہون -

اندور - ۲۲ / فروری ۱۹۰۹ء منظور حسن

میری زندگی کا ابتدائی دور جو تین یا چار برس سے زیادہ نہین رہا ایک بے لوث زندگی کا نمونہ تہا - اسوقت تک میری زبان حیلہ سازیون اور دروغ گوئیون سے آشنا نہ تہی - میرے دل کا آئینہ گناہون کی کدورت سے آلودہ نہ تہا - ان دنون میرا تتلا تتلا کر باتین کرنا سُننے والون کے دلون کو لبھاتا تہا اور میری شوخیان لوگون کو برانگیختہ کرنیکی بجاے اُنسے میرے لئے پیار اور محبت کا خراج طلب کرتی تہین - مان باپ کے علاوہ اغیار و اجانب بہی مجھے پیار کرتے گودیون مین کہلاتے اور میرا دل خوش کرنے کے لئے خود بہی میری طرح الفاظ بگاڑ کر بولتے تہے -

یہہ اچہا زمانہ آنکہہ بند کرتے ہی گذر گیا اور اب وہ دور حیات شروع ہوا کہ جب اول اول میری زبان والدین کی خفگی کے خوف اور اُستادون کی ناراضگی کی ڈر سے حیلہ بازیون اور دروغ گوئیون سے آشنا ہو گئی - اب مین ایک ایک دن مین کئی کئی بار جہوٹ بولنے لگا مگر افسوس اس جہوٹ پر بہی مین اپنے والدین کے ناصحانہ عتاب اور شفیق اُستاد کی جائز سختی سے نہ بچ سکا -

جون جون میری عمر کے ساتہہ میری قوتین بڑہتی گئین اُن قوتون کے ساتہہ مذموم خصلتین بہی ترقی پذیر ہوتی رہین حتیٰ کہ اکثر بُری عادتین میرے دل مین ایسی راسخ ہو گئین کہ گو ان کو بعد کے زمانہ مین مین نے ترک کرنے کی کوشش بہی کی مگر ناکام

لڑکپن مین چھوٹی شیخی بے معنی تعلی لغو خوشامد پسندی کی عادتین پیدا ہوگئین - نوکر چاکرون کی خوشامد آمیز باتین سن سن کر اپنی تعریف اپنے مُنہ پر سُننے کا مین گویا عادی ہوگیا تہا - اپنے غریب ہمسایون کے لڑکون کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ان پر حکم چلاتا اور بسا اوقات شرارت کی ستم ظریفی سے انکی برہنہ پشت پر چابک مار دیتا تہا اور وہ بیچارے رو پیٹ کر چپ ہو جاتے تہے - بارے صد شکر کہ زمانہ طالب علمی مین ایسے ساتہیون کے ساتہہ سابقہ پڑنے کے باعث کہ جن مین اکثر اپنی دانشمندی اور سوشیل پوزیشن کے لحاظ سے مجھہ پر کہین فوقیت رکہتے تہے میری چھوٹی شیخی کی مذموم اور ناروا عادت زائل ہوگئی -

مگر ان کی ہمنشینی نے میرے دل مین غریب لوگون کی طرف سے پہلے سے زیادہ رکاوٹین پیدا کردین اور میری حقارت کو بڑہا دیا -

جب مین ذرا چونچال ہوا تو اپنے وطن کے سرکاری مدرسہ مین حصول تعلیم کے لئے داخل کردیا گیا - یہان دو تین سال تک پڑہنے کے بعد ایک قومی دارالعلوم مین بہیج دیا گیا جہان مجھے ایسے ایسے ساتہیون سے سابقہ پڑا کہ جن مین اکثر مجھہ سے زیادہ صاحب دولت مجھہ سے زیادہ توانا و تندرست مجھہ سے زیادہ ذہین و فرزانہ مجھہ سے زیادہ عاقل و دانا مجھہ سے زیادہ لایق و فایق تھے - یہان ہر ملک اور ملت کے لوگ پڑہتے تھے - مین نے اپنے ہم مذاق اور ہم مشرب دو ساتہی تلاش کرلئے یا دوسرے لفظون مین یون کہو کہ انہون نے مجھے اپنا ہم مذاق پاکر مجھے اپنی پارٹی مین شریک کرلیا -

ہم تینون کی خوب گہری چہنتی ہتی - ایک جگہہ رہنا سہنا - اٹھنا بیٹھنا - کہانا پینا کبھی شعر و سخن کا چرچا - کبھی کرکٹ اور فٹ بال کی باتین - کبھی امتحان کے ذکر واذکار کبھی استادون کے برتاؤ پر رائے زنی کبھی اپنی آیندہ زندگی کی بابت پیشین گوئی

کبھی اپنے ساتھیون کی نسبت بُرائی بھلائی کے تذکرے اور دیگر مزخرف باتین ہوا کرتی تھین۔ کبھی بورڈنگ ہاؤس کی اندرونی سازشون وہان کی مختلف پارٹیون کی باہمی مخالفتون مین حصہ لیا۔ کبھی کسی کے استیصال کی فکر کی۔ کبھی کسی کو رسوا کرنے کے شورے کیئے کسی پر تہمت تراشی۔ کسی پر الزام لگایا۔ کبھی خود متہم ہوئے بدنامی اٹھائی۔ غرض یہہ کہ چندے یون ہی گذاری لیکن مآل کار ان آئے دن کی ریشہ دوانیون جی اکتا گیا۔ طبیعت گھبرا گئی اور آخر کار ہم تینون دوستون نے بورڈنگ ہاؤس سے قطع تعلق کیا اور کالج کے قریب ہی ایک بنگلہ کرایہ پر لے لیا۔

نومبر کی ۲۲ر تاریخ تھی خزان کا عمل دخل ہو چلا تھا۔ ہوا مین خنکی آگئی تھی۔ صبح کے وقت مونہہ سے بھاپ نکلنا شروع ہو گئی تھی۔ فجر کو پلنگ سے اُٹھنے کو جی نہین ہوتا تھا۔ زاہدان عبادت گذار و عابدان شب زنده دار تک بستر سے مفارقت کرتے کچیاتے تھے۔ پھر بھلا ہم ایسے شقی القلب وسراپا آلودہ معصیت و بیگانگان عبادت کا تو کیا پوچھنا کہ جنھون نے کبھی سجدہ کی جگہہ قبلہ کی طرف اکڑ کر گرنے کی بھی کوشش نہین کی۔

خدا خدا کر کے آفتاب نے گوشہ مشرق سے سر نکالا۔ ادھر ہم یاران سرپل نے بھی یکے بعد دیگرے دو دو چار چار منٹ کے وقفے سے اپنا اپنا نرم بستر چھوڑا۔ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر میرے دونون دوست تو مدرسہ کا کام کرنے کے لیئے علٰحدہ کونون مین اپنی اپنی میزون کے قریب بیٹھہ گئے اور مین کہ جس نے اپنا کام رات ہی کو کر لیا تھا شمالی رُخ کے برآمدے مین آرام کرسی پر اپنی دونون ٹانگین اُسکے دونون بازوؤن پر پھیلا اور پائپ سلگا کر نیم دراز ہو گیا۔ مجھے اس حالت مین بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ میری نظر اس مکان کی ایک کھڑکی پر کہ جو ہمارے بنگلہ کے احاطہ کی دیوار کے متصل تھا پڑی۔ یہان میری ان نابکار آنکھون کو کچھہ

ایسا ایمان فریب جلوہ نظر آیا کہ جسنے آگے چلکر میرے گناہون کی فہرست مین ایک اور بڑا جرم بڑہا دیا۔

شیطان کمبخت شیطان جو ایسے موقعون کی تاک ہی مین رہتا ہے آن موجود ہوا اور اُدہر اُس کر اور ادہر میرے دل مین ایک ہی سے جذبات کا محرک ہوگیا۔

چونکہ میرے والدین کو میری دنیوی بہبودی کا میری دینی منفعت سے زیادہ خیال تہا اِسلئے اُنہون نے اپنی تمام کوششین صرف میری دنیوی تعلیم پر صرف کردین اور مجہے دینی تعلیم سے قطعاً محروم رکہا۔ جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ دل مین سوائے خالی عقیدت کے اور کچہہ نہ تہا۔ اگر مین خدا اور خدا کے رسول کا قائل تہا تو صرف اِس وجہہ سے کہ مین نے اون لوگون کو اِن کے نام کی تقدیس کرتے دیکہا تہا کہ جن کی عظمت میرے دل مین تہی اور جنہون نے مجہہ کو پال پوس کر بڑا کیا تہا ورنہ بذاتہ میرے دل مین مذہب کی کوئی وقعت نہ تہی۔ یون دنیا دکہلاوے کو مین چاہے جو کچہہ بہی کہتا تہا۔ اور حقیقت مذہب پر بحث کرتے ہوے مین نے اپنے خیالات کا اظہار خواکیسی ہی مدلل اور موثر طریقہ پر کیون نہ کیا ہو مگر اِس کی حقیقت ضرب المثل والے ڈہول سے زیادہ نہ تہی۔

شباب کا عالم جوانی کی ترنگ۔ طالب علمی کا زمانہ بیفکری کے دن عشق ہوا ہی چاہے۔ اب کیا تہا ہم بہی لہو لگا کر شہیدون مین مل گئے اور عشاق نامدار کی فہرست مین اپنا نام لکہوالیا۔ دن رات کسی کے پیارے تصور سے جی بہلاتے اور حسب حال اشعار پڑہ پڑہ کر عشق کے جن پر افسون پہونکتے تہے۔

اُدہر دوپہر کی توپ دغی ادہر کہڑکی باب اجابت کی طرح کہلی اور کسی کا بالاخانہ پر کوہ طور کا سمان نظر آنے لگا اور ہم بہی کلیم وار ارنی ارنی کہتے کمرے سے نکل پڑے

اشارون کی تار برقی کے ذریعہ سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ کسی کا کبھی لجانا۔ کبھی مسکرانا کبھی شرما کر مونہہ پھیر لینا۔ کبھی ترچھی نگاہوں سے دیکھنا۔ کبھی چین بہ ابرو ہوجانا ہمارے دل پر بجلیان گراتا تہا۔ اور یہہ حالت تہی کہ کبھی ہاتہہ جوڑتے کبھی سر پہوڑاتے کبھی گڑگڑاتے کبھی دل پر ہاتہہ رکھکر قلب کی بے چینی ظاہر کرتے۔ کبھی آہ سرد کھینچ کر دل کی اُلجھنون کے پتے بتاتے کبھی قلم تراش دکہا کر خودکشی کی دہمکی دیتے۔

یار دوست کالج مین پروفیسر کے لکچر سُنتے تہے اور ہم یہان گہر بیٹھے عشق کا درس لیتے اور حُسن کے قصاید وغزل کا حاشیہ دیکھتے تہے۔ یاران ہم طریق حیران وسرگردان کہ ہم مدرسے کیون نہین جاتے یہان کوئی حیلہ قابل تصنیف ہو تو تراشیں۔ ناچار بیماری کا جہوٹا بہانہ بنایا اور یون بات کو ٹالنا چاہا۔ مگر عشق اور مشک کبھی نہین چہپتی۔ آخر ایک دوست کو ہماری محبت کا حال معلوم ہوگیا۔

اگرچہ یہہ بہی اپنی وضع مین ایک بامذاق اور قلندر طبیعت شخص تہے مگر دل کے کمزور اور اخلاقی جرأت سے بے نصیب۔ ہماری خوشامد مین آگئے اور رازداری کا وعدہ کرلیا۔ مگر قسمت مین رسوائی بدی تہی۔ آخر دوسرے دوست پر بہی یہہ راز منکشف ہوگیا۔ یہہ حضرت مزاج کے وارستہ عقل کے دشمن طبیعت کے ضدی مگر باین ہمہ نیک نفس تہے۔ انہون نے اول ڈانٹا۔ ڈرایا۔ دہمکایا پہر بہلایا پُہسلایا اور سمجہایا۔ غرض جب ان کی کوئی نصیحت کارگر نہ ہوئی تو حضرت نے مذاق اُڑانا ہم کو بنانا چٹکیون مین اُڑانا فقرے کسنا پہبتی کہنا شروع کیا۔

لیکن ہم نے ان حضرت کو بہی پٹی پڑہائی اور بعد منت ولجاجت ان کو بہی آمادہ مددگاری کرلیا۔ جب ہر طرف سے اطمینان اور سب انتظام ہوگیا تو مین کریال مین غلہ لگا یعنی ہماری مجنونون کا راز افشا ہوگیا۔ ہمارے عشق کا فسانہ ہر جگہہ پہیل گیا۔ میری معشوقہ

کے رشتہ دارون نے میری گہات مین آدمی بٹہائے - ناتجربہ کاری نے دام مین
پہنسا دیا مگر خیر یہ گذری کہ عین وقت پر مجہے اپنی سلامتی کی ایک تدبیر سوجہہ گئی
ورنہ وہ بے بہاؤ کی پڑتین کہ چہٹی کا دودہ یاد آجاتا۔ اتفاق سے میرے دونون
دوست ایک محفل رقص سرود مین گئے ہوئے تہے اگر کہین وہ اس وقت موجود
ہوتے تو ہنگامہ ہوجاتا بلوہ تک نوبت پہنچتی اور خدا جانے کیا کیا فضیحتے ہوتی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

اس ناشدنی واقعہ کے بعد میرے دل پر کچہہ ایسا خوف طاری ہوا کہ بار دیگر
محبت کے سلام وپیام کی ہمت یا راز و نیاز کی باتین کرنے کی جرارت نہ پڑی۔
بارہا اُس ستمگر کے اشارے اپنے ساتہہ دیکہے۔ اوس کو اپنے روبرو ہاتہہ
جوڑتے پایا۔ اسکی میگون آنکہون کو پرنم دیکہا مگر دل بیٹہہ چکا تہا اور عشق کی پہلی
ہی منزل مین میری ہمتون اور حوصلون کا خاتمہ ہوچکا تہا۔
میری طرف سے جب اُس نے یہہ اغماض اور استغنا پایا اور ایسی دل شکن
بے اعتنائی اور بے پروائی دیکہی تو ایک روز ایک مشاطہ کی معرفت میرے نام
ایک رنگین اور معطر کاغذ پر اپنے اظہار حال مین ایک خط لکہا۔ اپنی بے تابی۔ بے
قراری۔ بے چینی۔ پریشانی۔ دل کی جلن۔ سینے کی سوزش۔ جگر کی کاوش آنکہون
کی جونابہ فشانی کا حال تحریر کیا۔ خدا اور اوس کے رسول کا واسطہ اور اپنے
سر کی قسم دی اور یہہ بہی رقم فرمایا کہ "اگر کوئی ہمارا کہنا نہ مانے تو ہماری بہتی ہی
کہائے۔ ہم کو بے بے کرتے ہمارہ جنازہ ہی دیکہے ہم کو ہی پیٹے" خاتمہ خط پر
بجائے نام یہہ شعر لکہا۔

میرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نہ رکہا
مین لپٹ کے روتی جو کہین مزار ہوتا

مرد خاص کر اس بارہ مین نہایت سادہ لوح اور بیوقوف واقع ہوا ہے۔ لتنا ہی دانا وفرزانہ کیون نہ ہو جہان کسی پیاری اور من موہنی صورت والی نے اشارتاً کنایتاً یا لسا ناً کہدیا کہ مین تم پر جان دیتی ہون جی دارتی ہون تو بس یہہ حضرت سب کچھہ بہول جاتے ہین۔ نہ فرزانگی باقی رہتی ہے نہ دانائی نہ عقل باقی رہتی ہے نہ بینائی۔ اب یہہ جو کچھہ دیکھتا ہے تو اسی مہ طلعت اور قمر لقا محبوب کی آنکھہ سے اور جو کچھہ سنتا ہے تو اسی شیرین ادا کے ترانہ سنج کانون سے اور جو کچھہ بولتا ہے تو اسی غنچہ دہن کے موںہہ سے۔ مین پہر دوبارہ اس زاہد فریب ایمان کش حسین عورت کے طلسمی خط کے اثر سے اسکے دام زلف مین گرفتار ہوگیا۔ اب کیا تہا اس کے خط نے نامہ وپیام کی راہ کہول دی۔ اب تو بات بات پر کاغذی گہوڑے دوڑتے تہے۔ روزانہ خطوط کے ذریعہ سے گفتگو ہوا کرتی تہی۔

جب ہمارے تعلقات کی ابتدائی حالتون مین مضبوطی پیدا ہوگئی اور گردوپیش کے واقعات ہماری ناجائز تمناؤن کے برلانے کے کفیل ہوگئے تو شیطان نے نفس امارہ بن کر ہم کو ارتکاب معصیت پر آمادہ کیا اور ہم دونون کو قعر ضلالت مین دہکیل دیا۔

جہوٹ کے پانون نہین ہوتے۔ چندے لطف صحبت رہا۔ مگر تا بکے۔ آخر ہماری محبتون کا راز افشا ہوگیا۔ لوگون مین اس کے چرچے ہونے لگے اور اس کے عزیز وقریب میری پرخاش پر آمادہ اور میری تخریب پر تیار ہوگئے۔

معاملات اور واقعات کی یہہ صورت دیکھہ کر مین نے اس مقام کے ترک کرنے کا قصد کرلیا اور ایک دن اپنے دوستون کی مدد سے چپ وچاپ وہان سے روانہ ہوگیا۔

بجائے اس کے کہ میرے دل مین اس گناہ کا انفعال ہوتا مجھے اپنے کئے پر

پشیمانی ہوتی ہین اپنے کردار بد سے پچتا کر ندامت کے آنسو بہاتا خدائے قہار کی درگاہ مین ماتہا رگڑ رگڑ کر عفو تقصیر چاہتا ہین اپنی بداعمالیون پر فخر کرتا تہا اور ہم وطن احباب کے روبرو اس واقعہ کو فخر کے ساتہہ بیان کرتا اور اس کو اپنی زندگی کی بڑی فتوحات مین سے سمجہتا تہا۔

میری ظاہری صورت بڑی دہوکا دینے والی تہی۔ میری سیدہی سادہی طرز گفتگو مین بس ملا ہوا تہا۔ میری حرکات سکنات کے ظاہرا انداز سے میری نیکوکاری ٹپکتی تہی۔ اجنبی تو بہلا کیا جان سکتا تہا خود میرے بزرگ میرے ہم عمر دوست تک اس امر سے ناواقف تہے کہ مین گرگٹ کی طرح رنگ بدل سکتا ہون اور شعبدہ بازون کی طرح نظر کو دہوکا دے سکتا ہون۔

مین نشہ جوانی مین ایسا چور تہا کہ میرے دل مین بہولے سے بہی کبہی موت کا خیال نہ گذرا تہا مین لوگون کو مرتے دیکہتا تہا اور اپنے آپ کو گویا لافانی سمجہتا تہا مگر موت گہات لگائے بیٹہی تہی۔ آسمان میرے گہمنڈ پر ہنس رہا تہا۔

ابہی مین غفلت کی نیند سو ہی رہا تہا کہ یکایک ایک مہلک مرض مین گرفتار ہوا اوّل اوّل تو مجہے اپنے مرنے کا وہم وگمان بہی نہ تہا مگر جون جون وقت گذرتا گیا یہہ تکلیف زیادہ ہوتی گئی مجہے اپنی موت کا تیقن ہوتا گیا۔

اب میری آنکہین کہلین تو دیکہا کہ میری وہ ہستی جس پر مین اس قدر نازان تہا کہ اپنے روبرو کسی کی کوئی حقیقت نہ سمجہتا تہا محض بے بود تہی اور اس کی تار وپود کی وقعت تار عنکبوت سے زیادہ نہ تہی۔

میری عمر کی آخری گہڑیون مین میری تمام بدافعالیان میری آنکہون مین پہر رہی تہین مجہے اپنے اوقات برباد رفتہ کا پچہتاوا آرہا تہا۔ مین رہ رہ کر اپنی غفلتون پر پشیمان ہوتا اور اپنی معصیتون پر ندامت کے آنسو بہاتا تہا مگر کوئی آواز یہ کہتی ہوئی

سنائی دیتی تہی کہ او سراب زندگانی کے فریب خوردہ انسان اوراے دنیا کی عیش و عشرت مین پہنس کر خدا کو بہول جانے والے ناشکر بندے اب آنسو بہانے سے کیا فائدہ اب کہ تجھ پر باب توبہ بند کر دئے گئے ہین توبہ کرنے سے کیا حاصل۔

اس وقت میری جان دو طرح کے غمون مین پہنسی ہوئی تہی۔ ایک تو بہری جوانی مین دنیا سے ناکام اُٹھہ جانے کا صدمہ عزیز و اقارب سے دائمی مفارقت کا قلق یار دوستون سے چھٹنے کا ملال۔ کالج کی زندگی کے لطف میلے تماشون کی بہارین اور ان کی یاد دل کو مسوس رہی تہی اور بار بار یہہ خیال آتا تہا کہ آہ اس صفحہ دنیا پر ہم نہون گے اور ہمارے ہم چشم ہمارے بعد بہی یون ہی گلچہرے اڑائین گے جیسے ہماری موجودگی مین اُڑاتے تہے۔ دوسرا رنج اپنے کردار کا تہا کہ جو بار بار ہوک کی طرح اُٹہتا اور مجھے بے چین کر کر دیتا تہا۔ آہ آتش دوزخ کا نقشہ میری آنکھون مین پہر رہا تہا اور وہان کے مہیب مناظر کے تصور نے میری زندگی ہی مین مجھے پا در آتش کر دیا تہا۔

مین انہین متضاد خیالات مین پہنسا ہوا تہا کہ قابض ارواح نے میری روح کو میری بدن سے کہینچ لیا۔ اور میری اس دنیاوی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ آہ سکرات موت اور عالم نزع کی تکلیف کا بیان میری قوت بیانہ سے باہر ہے دنیا کی کوئی اذیت اور تکلیف اس درد جانستان کی مثال مین پیش نہین کی جا سکتی۔

مین نے سنا ہے کہ خدا کے نیک بندے اور اس کے تابع فرمان انسان کہ جو اس کے خوف سے ڈرتے رہے ہین وہ سکرات موت کی تکلیفون سے اس قدر نہین ستائے جاتے جسقدر کہ ایک گنہگار اور روسیاہ بندہ نافرمان ستایا جاتا ہے۔

(باقی آیندہ)

مسمط مخمس

در مدح جناب نواب محمدؐ لطف الدین خان بهادر

درین زمان دلکشا بفیض نوبهارها   بساط سبزه منبسط میان کشت زارها
سحاب تیره روی گل نشسته از غبارها   کنند شور هر طرف بشوق او هزارها
چو عاشقان خسته دل باشتیاق یارها

فگنده است بر زمین بساط تازه تابها   دمن شده زمردین چمن شده است زرنگار
کشیده اند نخلها بسان شاهدان قطار   صدای کبک و فاخته نواے قمری هزار
بلند شد ز چار سو بدشت و کوهسارها

بیا بباغ و کن نظر بجشن احتشام گل   میان نرگس و سمن نظاره کن مقام گل
برنگ باده از مطر لبالب است جام گل   ز شور بلبلان ببین بگلشن ابتسام گل
ز درد عاشقان نه شد از نگه عذارها

شمیم راز گلستان نسیم میکشد عنان   که تا رسد عبیر آن بمغز نازک بتان
چو طبله هاے مشک تر معطر است بوستان   چو توده هاے عنبر است روح ازدو توان
نثار او هزار چین فداش صد تتارها

بباغ و راغ مرغ ها بانشراح بالها   بشوق طیر در هوا کشاده اند بالها
چو دلبران شده بشوخی و دلالها   بدشت و که ز چار سو کنند رم غزالها
فرق عرق یگان یگان بجلوه رهگذارها

فضای روضه ارم بکشت زارها نگر   صفای کوثر جنان در آبشارها نگر

ترانه هزار ها بشاخسار ها نگر   مرا خموش و تفته دل در انتظار ها نگر

بسوز شمع قامتی بجان و دل شرار ها

پری رخا سمن برا بجنبش عشوه زین منه   زبندگان رام تو چه این چه آن که چه چه

برای کشتگان خود مکن کمان نازه زه   مکن خراب شهر و ده مزن بزلف خم و گره

که شد اسیر دام تو چو من دل هزار ها

بطاق نه کتاب دین که دین فروش نیستیم   زفرط مستی و خوشی بعقل و هوش نیستیم

اگرچه اندرین زمان بنای نوش نیستیم   زیاد ماه طلعتان گهی خموش نیستیم

باشتیاق رویها و زلفها و تار ها

درین بهار دلستان چمن شدست گل فشان   روان بباغ سرخوشان بصد نشاط و دوستان

خورند می زنند دف بخرمی بوستان   گرفته اند در چمن سمن بران نوجوان

بدستکی ایاغها بدستکی ستارها

هوا خوش است و فصل خوش بیا بسوی بوستان   بکن ایاغ باده پر بصحبت سهی قدان

نشاط فرض عین شد درین زمان بر انس و جان   رسید عهد لطف دین که لطف ایزد جهان

چو لطف دین که از سلف گرفته صد فخارها

ملاذ و ملجاء جهان معاذ و مامن زمان   درش امان بیکسان چه پیر و کودک و جوان

فروغ شمع سروری ضیاء جمله دودمان   سحاب رحمت و کرم خزانه بخش این و آن

همی دهد بمردمان زبدره ها هزار ها

هزبر بیشهٔ وغا نهنگ لجهٔ نصف   سپهر عالم سخا فروغ دیدهٔ عطا

عماد شرع مصطفی قوام ملت هدیٰ   محیط رفعت و علا امیر مملکت کشا

مدبر امور ها منظم دیار ها

بری وجود پاک او بدهر از همه علل   که عقل نکته گیر هم نیابد اندرو خلل

بفضل خالق جہان بعقل و رائی ازازل　　　منظم ملک بے مثل بفہم کار بے بدل
بجاست گر دکن کند بذاتش افتخارہا

ز قدر اعتلائے او فروغ دین ایزدی　　　ز عز و مجد او قوی شریعت محمدی
وحید عصر آمدہ بہر ہنر ز بخردی　　　نماندہ در زمانہ اش وجود ظلمت بدی
نمودہ پایگاہ را چو مہر در نہارہا

بحل و عقد رائی او کشادگی و بستہا　　　برتق و فتق نظم او درستی شکستہا
کجا چو او ممیزی بہر فراز و پستہا　　　مذل زیر دستہا معز حق پرستہا
زبینش و نوش او وجود بہر یادگارہا

ہم از پدر بہر صفت ترا نمود کردگار　　　چہ در فراست و ہنر چہ در متانت و وقار
ز جد خویش برتری بجود علم و نظم کار　　　بیا فرید حق ترا بزرگ تر بروزگار
چنانکہ خسرو دکن میان شہریارہا

شہ دکن شنو ز من بعز و قدر آسمان　　　عیان ز غرہ اش بود ضیاء فرہ کیان
گہ کرم عطا کند خزانہ ہائے شایگان　　　بہند در گہش بود ملاذ و کہف این و آن
ضمین قسمت بشر کفیل رزق خوارہا

مغیث جملہ مومنین غیاث جملہ مسلمین　　　نظام ملک و مجد دین محب عالمین
روان بفضل اولین سپہر فر آخرین　　　یگانہ سرور زمین منیر جارم برین
مطیع ربّ ذی المنن مطاع تاجدارہا

ز روے خشم خنجری چو بر سر عدا کشد　　　بقا گریختہ برخ حجاب از فنا کشد
بمثل کاہ کوہ را کند ش لذہوا کشد　　　ملک زچنبر فلک با فرین نوا کشد
کجا چو او تہمتنے بوقت گیر و دارہا

شہے کہ حکم او بود قدر اثر قضا نشان　　　بہمت بلند او مدار سقف آسمان

چو ابر دست جود او ہمیشہ ہست دُر فشان بعمر بال او دہد خدا بقائے جاودان
سنین عمر او شود زیادہ از شمار ہا

حصول نور می کند ز نیر منیر شہ بہ ملک ہست لطف دین امیر بے نظیر شہ
تجلی سریر شہ امین شہ نصیر شہ محب شہ مشیر شہ معین شہ ظہیر شہ
بہنر وشہ ازان شدہ مدار اعتبار ہا

بہار خلد نگہتی ز باغ خلقہائے او چو درک عقل اولین طبیعت رسائے او
رسد بہ چرخ چارمین لوائے اعتلائے او ز طبع جادرم کجا ادا شود ثنائے او
بسم ز فخر این قدر گزیندم بکار ہا

تلطفش بحال من چو عید با نوید من عتاب او برائے من عذاب من وعید من
بدست اوست در جہان سیاہ من سفید من نگاہ اوست سوئے من ز طالع سعید من
چو سروران قدر دان بسوئے خاکسار ہا

چو جد من کنون مرا اگرچہ اقتدار نے بقبضہ من آن قدر متاع روزگار نے
خزانہ نے شکوہ نے پیادہ نے سوار نے عرابہ نے دواب نے ضیاع نے عقار نے
بمال وجاہ کمترم ز اسلاف کبار ہا

براہ لطف اگر شوی معین و غمگسار من رسد بہ گنبد فلک کلاہ افتخار من
شود نصیب یاور و بود زمانہ یار من چو صبح عید بر شود ز جیب شام تار من
طلوع مہر خرمی بشوکت و وقار ہا

بطول زندگی خود گہے نکردہ ام دعا مگر بعہد فرخت ہمیشہ خواہم از خدا
نریم بہ ہر سالہا وگیرم از تو مدعا بگویم از زبان دعا نویسم از قلم ثنا
بقلب حاسدان رسد بہ نشتر فشان بخار ہا

زمانہ تازہ لب شود ز دجلۂ عطائے او تحرک فلک بود موافق رضائے او

کند لذیذ کامہا چو انگبین تنلے او   چو خضر باد تا ابد درازی بقاسے او

دعاے فاضل این بود بفرط اختصار ہا

قطب الدین محمود

غلاۃ شیعہ

بے نیاری سے فریب او بت عیار نہ دے   ہم نہ مانین گے خدا صورت انسان ہوگا

آتش

غالیون مین پہلا شخص میری دانست مین

عبداللہ بن سبا ہے علمائے شیعہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تہا اور حضرت یوشع بن نون وصی موسیٰ ع کی شان مین غلو رکہتا تہا جب مسلمان ہوا تو حضرت امیرؑ کی شان مین اوس نے غلو کیا۔ حضرت صادق ع فرماتے ہین خدا لعنت کرے عبداللہ بن سبا پر کہ وہ امیر المومنین پر جان بوجہہ کر افترا کرتا تہا اور امام محمد باقر ع فرماتے ہین کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا مدعی تہا اور امیر المومنین کو خدا کہتا تہا یہ خبر حضرت کو پہنچی تو اوسے بلا کر پوچہا اوس نے اقرار کرلیا اور کہنے لگا تو وہی ہے مجھے الہام ہوا ہے کہ تو خدا ہے مین نبی ہون۔ تین دن تک حضرت اوسے توبہ کرنے کو فرماتے رہے جب اوس نے توبہ نہ کی تو حضرت نے اوسے آگ مین جلا دیا اس کی نظیر فرقہ عیسائیہ مین موجود ہے جن لوگون نے مثل پولس وغیرہ کے الوہیت حضرت عیسیٰ ع کی تلقین کی اونہون نے اپنے تیئن اونکا نبی و رسول قرار دیا۔

اس شخص کو تو حضرت نے جلوا دیا مگر بہت لوگ اوس کے اتباع مین داخل ہوکر گمراہ ہوچکے تہے۔ صاحب فتح الباری بسند حسن روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ سے کسی نے کہا کہ مسجد کے دروازہ پر کچہہ لوگ آپ کو اپنا خدا کہہ رہے ہین حضرت نے

اُنھین بلاکر پوچھا کہ تم کیا بک رہے ہو اونھون نے کہا تو ہمارا رب اور خالق اور
رازق ہے فرمایا لوگو خدا سے ڈرو اس کلمہ سے باز آو اُنھون نے نہ مانا۔
دوسرے دن پھر آئے۔ قنبر نے آکر عرض کی کہ واللہ وہی کلمہ کہتے ہوئے وہ
لوگ پھر آئے ہین فرمایا اندر بلالے غرضکہ آج بھی وہی کہا کیے جب تیسرا دن
ہوا تو حضرت نے فرمایا اگر تم یہ کلمہ کہے جاوگے تو بری طرح تمھین قتل کردونگا۔
اونھون نے اپنی بات کے سوا کچھ نہ مانا۔ فرمایا قنبر مزدورون کو بلالا ئیے تیشے لیکر آئین
غرض مسجد اور قصر کے درمیان ایک نالی کھودی گئی اور کہا کہ زمین کو گہرا کھودو
پھر لکڑیان لاے اور اُس نالی مین آگ اور لکڑیان ڈال دین۔ پھر اون لوگون
سے فرمایا کہ تم باز نہ آوگے تو اسی مین تم سب کو ڈالدونگا غرضکہ اونھون نے
نہ مانا اور حضرت نے اُن سب کو اُس نالی مین ڈالدیا۔ فتح الباری کی اس
روایت کی تائید امام محمد باقرؑ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ قوم زط مین سے
ستر شخص حضرت امیر کے پاس آے حضرت نے فرمایا مین بندہ خدا ہون مخلوق
ہون اونھون نے نہ مانا اور کہا تو وہی ہے تو وہی ہے۔ حضرت نے فرمایا
اگر تم توبہ نہ کروگے اور میرے باب مین جو کلمہ تم کہا اُس سے باز نہ آوگے تو مین تم
سب کو قتل کرونگا اُن لوگون نے نہ مانا نہ توبہ کی نہ اپنی بات سے باز آے
حضرت نے اُن کے لیے کنوئین کھدواے اور ایک کنوین سے دوسرے
کنوین تک راستہ رکھا پھر اُن سب کو کنوون مین ڈال کر منہ کنوون کے بند
کرواد ئے اور ایک خالی کنوین مین جس مین کوئی شخص نہ تھا آگ سلگا دی۔
اس کنوین کا دہوان سب کنوون مین پہونچا اور وہ سب کے سب ہلاک ہوگیے
اس روایت کی شرح مین لکھتے ہین کہ قوم زط کے یہ لوگ سب ہنود تھے بہن
ناقص مین یہ آتا ہے کہ کیا عجب ہے کہ جاٹ کا معرب زط ہو اس مین شک نہین

کہ یہ دونوں روایتیں ایک ہی واقعہ کے متعلق ہیں اُس میں نالی کا لفظ ہے اوراس میں کنووں کا لفظ لیکن جب کنویں سے دوسرے کنویں تک راہ ہوئی تو اوسے نالی بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے قتل ہوجانے کے بعد بھی اس ضلالت کا استیصال کلی نہ ہوا۔ آخر اسی فرقہ کے وہ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ امیرالمومنین قتل نہیں ہوے ابر میں چلے گئے ہیں اور بجلی جو چمکتی ہے یہ ذوالفقار ہے۔

مختار | جناب صادق فرماتے ہیں کہ حسین بن علی مختار کی افترا پردازی میں مبتلا تھے۔ امام کے اس قول نے مختار کو دین و دنیا سے کھو دیا اُس کی تمام خوبیوں پر پانی پھر گیا اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختار امام حسینؑ پر اتہام کیا کرتا تھا اور روایتیں وضع کر کے حضرت کی طرف منسوب کردیتا تھا امام حسین کے بعد محمد بن حنفیہ کی شان میں غلو رکھتا تھا اور فرقہ کیسانیہ کا بانی ہے۔ مگر تمام بنی ہاشم کا جان نثار تھا۔ مسعودی لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے تسلط کی زمانہ میں بنی ہاشم کو ایک درہ کوہ میں بند کر کے لکڑیاں جمع کی تھیں اور سب کے جلا ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ عین وقت پر مختار ایک لشکر جرار لیکر پہونچا اور سب کو بچا لیا۔ فاطمہ بنت امیرالمومنین اس قدر اسپر شفقت کرتی تھیں کہ اپنے ہاتھ سے اُس کے لیے بچھونا بچھاتی تھیں اس کے معتقدین سمجھتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہیں اور کوہ رضوی میں غائب ہوگئے ہیں۔ تعجب یہ ہوتا ہے کہ جو خاندان رسالت کے ساتھ ایسی ارادت رکھے وہ امام پر تہمت بھی کرے اور کذاب کہلائے مختار کو مصعب بن زبیر نے قتل کیا۔

بیان | اس کا نام بنان بھی بعض روایتوں میں ہے۔ تناسخ کا قائل تھا یہ شخص امام زین العابدینؑ پر افترے کیا کرتا تھا اور اپنے اقوال موضوعہ کو اُن کی طرف

منسوب کردیا کرتا تھا۔ امام زین العابدینؑ فرماتے ہین کچھ لوگ ہمارے شیعون مین سے ہمارے ساتھ اس طرح کی محبت رکھتے ہین کہ یہود عزیر کے باب مین اور نصاریٰ عیسیٰ بن مریمؑ کے باب مین جو عقیدہ رکھتے ہین وہی عقیدہ وہ لوگ ہمارے ساتھ رکھتے ہین نہ وہ ہمارے اور نہ ہم اُنکے۔ صاحب۔ میزان الاعتدال لکھتے ہین کہ بیان بن سمعان نہدی قبیلہ بنی تمیم سے سو برس کے بعد عراق مین ظاہر ہوا وہ الوہیت حضرت علی کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ الوہیت وانسانیت ان مین متحد ہوگئی ہے اور اُن کے بعد اُن کے بیٹے محمد بن حنفیہ مین اُن کے بعد اُن کے بیٹے ابو ہاشم مین اُن کے بعد خود بیان مین وہ الوہیت منتقل ہوئی ہے اس نے امام محمد باقرؑ کو ایک خط لکھا جس مین دعوے تھا کہ مین نبی ہون اور آپ کو اپنی طرف دعوت کرتا ہون اس زندیق کو خالد بن عبداللہ قصری نے قتل کیا اور آگ مین جلا دیا۔ انتہیٰ۔ اس روایت سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ امام زین العابدین کی الوہیت کا یہ قائل تھا بلکہ روایات کتب شیعہ سے یہ مضمون مستفاد ہوتا ہے اور حضرت صادقؑ نے اسپر لعنت کی ہے کہتا تھا آیہ ھذا بیان للناس میری شان مین اترا ہے۔

مغیرہ بن سعید فرقہ مغیریہ کا بانی امام محمد باقرؑ پر افترے کرتا تھا جناب امیر کی نسبت غلو رکھتا تھا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہین خدا لعنت کرے مغیرہ بن سعید پر اور اس یہودن پر جس کے پاس جاکر وہ سحر وشعبدہ وافترا سیکھ آیا کرتا تھا اس شخص نے میرے باپ پر افترے کئے ہین۔ اس کا مذہب یہ تھا کہ خدا کی شکل آدمیون کی سی ہے اُس کے سر پر نورانی تاج ہے اور امام محمد باقرؑ کے بعد محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن امام ہوئے۔ اور وہ زندۂ جاوید ہین اُن کے بعد اپنے تئین پہلے امام کہتا تھا پھر نبی کہنے لگا یہ بھی قتل کیا گیا۔

ابو الخطاب محمد بن ابی زینب مقلاص بڑا صاحب اثر شخص معلوم ہوتا ہے اس کے
اتباع و انصار و دعاۃ بہت کثرت سے تھے امام محمد باقرؑ اور حضرت صادقؑ پر یہ
شخص اتہام کیا کرتا تھا۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہین خدا لعنت کرے ابو الخطاب
پر اور اوس کے اصحاب پر اور اُس پر جو اُس کے ملعون ہونے مین شک کرے
یا توقف کرے اسکے بعد فرمایا خدا لعنت کرے ابو الغمر اور جعفر ابن واقد اور ہاشم
بن ابی ہاشم پر انہون نے ہمارے نام سے لوگون کو لوٹ کھایا اور مذہب ابو الخطاب
کے دعاۃ مین سے ہین۔ کوفہ عجب سرزمین تھی اس کی امت وہین سے پھیلنا
شروع ہوئی۔ حضرت صادقؑ بھی اس شخص کے ہاتھ سے بہت نالان تھے۔
فرماتے ہین واللہ اہل کوفہ جو کچھ میرے باب مین کہتے ہین اگر اُسے مین گوارا
کر لیتا تو زمین مجھے کھا لیتی مین ایک بندۂ مملوک ہون مجھے کسی شے کے نفع
و ضرر پر قدرت نہین۔ کہتے ہین ابو الخطاب مدعی نبوت ہونے کے پہلے
راہ راست پر تھا اور شیعہ اُس کی روایت پر اعتبار کرتے تھے لیکن ابن الغضائری
جو علماے رجال شیعہ مین سے ہین یہی لکھتے ہین کہ میری رائے یہ ہے کہ
وہ روایتین بھی قابل ترک ہین۔ ابو الخطاب اپنے ستر اصحاب کے ساتھ
قتل کیا گیا اس کے معتقدون مین یونس بن ظبیان ایک شخص تھا۔ نقل ہے
کہ ابو الخطاب کی بیٹی مر گئی تو ابن ظبیان اُس کی قبر پر آ کر کہتا ہے السلام
علیک یا بنت رسول اللہ۔ ایک شخص نے امام رضاؑ کے سامنے ذکر کیا کہ یونس
بن ظبیان کہتا ہے کہ مین ایک شب طواف کر رہا تھا ناگاہ جبریل مجھ پر نازل
ہوے۔ حضرت کو یہ سنکر تاب نہ رہی کہا نکل یہان سے خدا تجھ پر اور یونس
بن ظبیان پر ہزار لعنت کرے کہ ہر لعنت قعر جہنم مین لیجاسے۔ ابو الخطاب کا خلیفہ
بزیع تھا اُس نے معراج کا دعوی کیا اس پر بھی امام نے لعنت کی ہے۔

مفضل بن عمر اہل بیت کو رازق عباد کہتا تھا اور ابو الخطاب کا مذہب رکھتا تھا
کہتا تھا ابو الخطاب کے ساتھ ستر پیغمبر قتل ہو گئے کہ اُن سب نے اپنے معبود
کو دیکھا تھا۔ مفضل حضرت صادقؑ کے اصحاب مین تھا اس نے حضرت پر بہت
سے افترے کئے ہین کہتا ہے ہم سب بارہ آدمی مل کر حضرت صادقؑ کی خدمت
مین گیے حضرت نے ایک ایک شخص کو ایک ایک پیغمبر کے نام سے سلام کیا۔
کسی کو کہا السلام علیک یا نوح کسی کو کہا السلام علیک یا ابراہیم آخر مین جو شخص
تھا اُسکو کہا السلام علیک یا یونس۔ مین کہتا ہون غنیمت یہ ہوا کسی کو السلام
علیک یا محمد نہین کہا۔ یحیی بن عبد الحمید حمانی کہتے ہین۔ مین نے شریک سے
پوچھا کہ بعض لوگ جعفر صادق کو ضعیف الحدیث سمجھتے ہین اونہون نے کہا مفضل
و بیان و عمر نبطی وغیرہ نے اُنکو بدنام کر دیا ہے اور اُن پر افترے کئے ہین جھوٹی
جھوٹی باتین بنا کر یہ لوگون کو لوٹا کرتے تھے۔ عوام الناس ان کی بات کا اعتبار
کرلیتے تھے اور ان کو مال و زر دیتے تھے اگر تو نے جعفر صادق کو دیکھا ہوتا
تو تجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ یکتاے زمانہ تھے۔ حضرت صادقؑ نے مفضل پر
لعنت اور اُس سے برارت کی ہے اور حضرت کے اصحاب مین سے دو شخص روایت
کرتے ہین کہ ہم نے حضرت سے پوچھا کہ کیا ہم بھی مفضل پر لعنت اور اُس سے
برارت کرین تو آپ نے اجازت دی اور ہم نے بھی اُس پر لعنت کی۔ یہ شخص
رجال شیعہ مین داخل ہے مگر فساد عقیدہ کے سبب سے اس کی روایت کو
ضعیف سمجھتے ہین بعض روایتین بہت طولانی عالیۃ المضامین اس نے حضرت
صادقؑ سے نقل کی ہین جو توحید مفضل و حدیث اہلیلج کے نام سے مشہور ہین
ناسخ نے توحید مفضل کا ترجمہ اردو مین نظم کیا ہے۔ مین کہتا ہون کہ جس طرح
ابن الغضائری نے ابو الخطاب کے تمام روایات کو قابل ترک کہا ہے اسی طرح

اس کے بھی تمام روایات اعتبار کے قابل نہین - یہ بھی ابو الخطاب سے کسی بات مین کم نہین رہا -

معلی بن خنیس | کوفہ کا بزاز حضرت صادقؑ کا غلام آزاد کردہ ہے پہلے اسنے مغیرہ بن سعید کا مذہب اختیار کیا پھر نفس زکیہ کے دعاۃ مین داخل ہوا غالیون نے اس سے بہت سی روایتین نقل کی ہین - آئمہؑ کو یہ پیغمبر سمجھتا تھا اس پر حضرت صادق نے فرمایا کہ جو لوگ ہمین انبیا سمجھتے ہین ہم اُن سے بری ہین تعجب ہے کہ اس کی روایت صحیح سمجھی جاتی ہے - اس شخص کو داؤد بن علی نے قتل کیا -

محمد بن بشیر | اہل کوفہ مین سے تھا امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب مین اس کا شمار ہے اُن کو خدا اور اپنے تئین اُن کا پیغمبر کہتا تھا اور ان کی طرف اپنی روایات موضوعہ کو منسوب کر دیتا تھا - امام موسیٰ کاظم فرماتے ہین ہم لوگون پر جس جس نے عمدًا افترا کیا خدا نے اُسے تلوار کا مزہ چکھا دیا - علی بن الحسین پر بیان افترے کیا کرتا تھا خدا نے اُسے تلوار کا مزہ چکھا دیا - ابو جعفر باقر پر مغیرہ بن سعید افترے کیا کرتا تھا خدا نے اُسے تلوار کا مزہ چکھا دیا - میرے باپ پر ابو الخطاب افترے کیا کرتا تھا خدا نے اُسے تلوار کا مزہ چکھا دیا - ابن بشیر پر خدا لعنت کرے اور ذائقہ شمشیر اسے چکھائے یہ مجھ پر افترے کیا کرتا ہے خداوندا اس نجس پلید ابن بشیر کے ہاتھ سے مجھے چھڑا - اس کے معتقدین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ موسیٰ بن جعفر نہ مرے نہ قید ہوے بلکہ غائب اور پوشیدہ ہو گئے ہین اور وہی امام قایم و مہدی ہین اپنی غیبت کے وقت محمد بن بشیر کو اپنا وصی و خلیفہ کر گئے ہین - یہ شخص بڑا حیلہ ساز و شعبدہ گر تھا ایک باریک ریشمی کپڑے پر اسنے امام موسیٰ کاظمؑ کی قد آدم روغنی تصویر کھینچی تھی کہ جب اُس مین سانس بھر دیتا تو وہ تصویر کھڑی ہو جاتی

بھی اور جب ہوا نکال ڈالتا تو اُسے لپیٹ کر چھپا رکھتا تھا لوگون سے کہتا تھا
کہ موسیٰ کاظم میرے ساتھ ہین اور اکثر لوگون کو اندھیری کوٹھری مین تصویر
کا شعبدہ دکھا کر گمراہ کرتا تھا۔ اور اس کے سوا اور بھی عجیب وغریب شعبدے
اُسے آتے تھے۔ حضرت صادق اور موسیٰ بن جعفر دونون نے اُسکو بد دعا کی
تھی انواع عذاب مین مبتلا ہوکر قتل کیا گیا۔

محمد بن فرات | یہ شخص امام رضا پر اتہام کیا کرتا تھا۔ حضرت فرماتے تھے خدا لعنت
کرے ابن فرات پر اور اُسکو تلوار کا ذائقہ چکھائے یہ شخص مجھ پر افترے کرتا ہے
ایسی اذیت تو ابوالخطاب نے بھی حضرت صادق کو نہ دی ہوگی جو اس شخص
کے ہاتھ سے مجھے پہنچ رہی ہے۔ ابن فرات اپنے تئین باب کہتا تھا۔ مین
سمجھتا ہون کہ باب مدینۃ العلم کا مقابلہ اس لقب سے مقصود تھا شاید یہ پہلا شخص
ہے جسنے باب ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ ہی نبوت کا بھی ابراہیم
بن مہدی نے اسکو قتل کیا۔ اسی طرح امام رضاؑ کے اصحاب مین محمد بن سنان
بھی غالی وکذاب کہلاتا ہے اور اُس سے روایت کی جاتی ہے۔

سجادہ | اس کے ماتھے پر اتنا بڑا گھٹا تھا کہ نشان سجدہ اس کا نام ہی مشہور ہوگیا
یہ بھی کوفی ہے۔ امام محمد تقی کے اصحاب مین تھا۔ علماے رجال کہتے ہین
خدا لعنت کرے سجادہ پر یہ ملعون ابوالخطاب کو رسولؐ اللہ سے افضل سمجھتا تھا۔

محمد بن نصیر فہری نمیری | فرقہ نصیری اس کی طرف منسوب ہے کہتا تھا کہ امام
علی نقیؑ خدا ہین اور مین اُن کا رسول ہون اسی زمانہ مین ابوالسمہری اور ابن
ابی الزرقا بھی حضرت پر اور اُنکے پدر بزرگوار پر افترے کیا کرتا تھا ان کے
علاوہ فارس بن حاتم قزوینی بھی مشہور افترا پردازون مین ہے۔ امام علی نقیؑ
نے اپنے اصحاب مین سے جنید کو فارس کے قتل کرنے کا حکم دیا اُنھون نے

حسب ارشاد اُسے قتل کیا - پھر حضرت نے اسحاق کو کچھ اور غالیوں کے قتل کا حکم کیا جن مین ابو السمہری اور ابن ابی الزرقا بھی تھا لیکن یہ لوگ بچ گئے
علی بن حسکہ باب ہونے کا مدعی تھا اس کے بعد اس کا شاگرد یقطینی باب ہوا یہ خود اور اس کے تینون شاگرد قاسم شعرانی یقطینی اور ابن بابا اور محمد بن موسیٰ شریعی سب کے سب غالی و ملعون مشہور ہین ان لوگون کا قول تھا کہ قرآن مین حکم صلوٰۃ اور زکوٰۃ وغیرہ سے ولاے امام مراد ہے ؏

علی سے کر کے بیعت فکر کس کو دین و دنیا کی
سمجھتے ہین اجی دست خدا پایا خدا پایا

اور اسی طرح معاصی مین بھی یہ لوگ تاویلین کرتے تھے ان کی راے یہ تھی کہ ولاے اہل بیت نجات کے لیے کافی ہے ترک معصیت و انہماک طاعت کی ضرورت نہین ؏

تکلیف یہ بے نیاز کیسی؟
روزہ کیسا نماز کیسی

انہون نے اپنا مذہب جاری کرنے کے لیے امام علی نقی اور امام حسن عسکری پہ تہمتین کی ہین - امام علی نقی نے اپنے بعض اصحاب کو لکھا کہ ابن حسکہ اور قاسم یقطینی کو شیطان نے بہکایا ہے مین ان لوگون کے قول سے بری ہون اور تم لوگ بھی اُن سے ملنا چھوڑ دو خدا اُن پر لعنت کرے اور ایک راوی نے امام حسن عسکری کو لکھا کہ کچھ لوگ ایسے ایسے اقوال آپ کی طرف اور آپ کے آباے کرام کی طرف منسوب کرتے ہین جس سے انزجار خاطر ہوتا ہے اون لوگون مین علی بن حسکہ اور قاسم یقطینی بھی ہے اُن کے اقوال مین سے یہ بھی ہے کہ قرآن مین صلوٰۃ و زکوٰۃ سے ولاے امام مراد ہے اور اسی طرح معاصی مین بھی تاویلین کرتے ہین - حضرت نے جواب مین لکھا تو ان اقوال سے اجتناب کر ہمارا یہ مذہب نہین ہے -

غلاۃ مین سے یہ سب وہ لوگ ہین جو داعی فریق وبانی طریق گزرے ہین
اورجو ان کے اتباع ومقلدین ومعتقدین تھے اُن کا احصا دشوار ہے ظاہر
ان کا ایسا کہ الوہیت ونبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور لوگ مان لیتے تھے
علم اُن کا ایسا کہ اہل عرفان واہل تفسیر واہل حدیث مین ان کا شمار تھا۔
ان لوگون نے خطبہ بیان وضع کرکے جناب امیر پر اور سورۂ علی تصنیف
کرکے خدا پر افترا کیا فضائل اہلبیتؑ مین شیعون کو بہت دھوکے دے ہین
اور رواۃ شیعہ مین داخل ہو گئے ہین۔ زیادہ دھوکا اس سبب سے ہوتا تھا۔
کہ اکثر ان مین کے امام کے اصحاب اور مخصوصین مین شامل ہوجایا کرتے تھے
محمد بن سنان وغیرہ کے بری کرنے کے لیے سید علی بن طاؤس لکھتے ہین کہ
ان لوگون کو عترت طاہرہ کے ساتھ جو زیادہ تر خصوصیت تھی اسی امر نے شیعون
کی نظر مین اُن کی قدر ومنزلت کم کر دی یہ لوگ زیادہ خصوصیت کے سبب سے
اہلبیت کے چھپے ہوئے اسرار سے واقف تھے۔ وہ اسرار جب شیعون کے
سامنے بیان کرتے تھے تو شیعہ اُسکے سننے کے متحمل نہ ہو سکتے تھے اور اُنہین
غالی کہنے لگتے تھے۔ یہان شیعون کے متحمل نہ ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ
وہ سمجھ نہ سکتے تھے تو یہ قول با معنی ہو سکتا ہے اور اگر یہ معنی ہین کہ شیعون کی
خلاف اصول وہ اسرار تھے تو ہرگز وہ امام کا قول نہین ہو سکتے۔ لامحالہ راوی
کے فاسد العقیدہ یا کاذب ہونے پر دلالت کرین گے اور مسلک احتیاط
یہ ہے کہ جرح کو تعدیل پر مقدم سمجھین محمد بن سنان ومعلی بن خنیس ومفضل
ومختار وغیرہ پر جرح وارد ہو چکی پھر یہ قابل قبول کہان رہے نصوص صریحہ
مین سے صاحب الزمان کا فرمان ہے جو محمد بن علی کے نام آیا تھا اُس مین یہ مضمون
ہے۔ اسے محمد بن علی خدائے عزوجل اس سے برتر ہے جیسا یہ لوگ کہتے ہین

اُس کے علم و قدرت مین ہم شریک نہین۔ اُس کے سوا کوئی عالم الغیب نہین آیہ محکم مین ارشاد فرماتا ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ جہلاے شیعہ اور حمقاے شیعہ نے جن کا دین پر پشہ سے بھی کم ہے ہم کو اذیت پہنچا رکھی ہے میرا یہ فرمان تیری گردن پر اور جو اسے سُنے اُس کی گردن پر امانت ہے کہ میرے دوستون اور شیعون سے اسے نہ چھپاے۔ شاید خداے عزوجل اُن کے عقیدون کی تلافی کرے کہ دین حق کی طرف رجوع کرین۔ اس فرمان کی عبارت سے ظاہر ہے کہ اس زمانے کے شیعون مین بہت غلو پھیلا ہوا تھا یعنی حسب راے غلاۃ اہل بیت رسول اللہ کو عالم الغیب اور خلق و رزق مین حق تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے۔ اسی زمانہ مین علماے فریقین احادیث کی تدوین پر متوجہ ہوے ہین۔ رجال مین غلاۃ بھی ہین۔ خوارج بھی ہین کچھ اوصیا پرست ہین کچھ اولیا پرست ہین حلولیہ واتحادیہ و مجسمہ و مجبرہ و اباضیہ و حروریہ و صفریہ و بکریہ و حشویہ و کرامیہ و مرجیہ و معتزلہ و اشاعرہ و قدریہ و جبریہ وغیرہ کہ اگر سب گنے جائین تو بہتر سے کہین زیادہ ہین۔ بعض محدثین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہمین راوی کے مذہب سے کیا مطلب ہے و منازع و کذاب نہ ہونا چاہیے بعض نے اپنے تجربہ پر عمل کیا کہ جمیع اہل اہوا مین خوارج صادق اللہجہ ہین۔ رجال صحیح بخاری کی فہرست مین صاحب فتح الباری نے عکرمہ مروان۔ قیس۔ بجلی۔ ثور بن یزید۔ حمصی۔ عمران بن حطان۔ ثور بن زید دؤلی۔ داؤد بن الحسین مدنی۔ بہز بن اسد بصری حصین بن نمیر واسطی۔ اسحاق بن سوید عدوی۔ عبداللہ ابن سالم اشعری۔ جریر بن عثمان حمصی۔ ولید بن کثیر مخزومی کو خوارج مین شمار کیا ہے۔ کسی کو لکھا ہے مذہب خوارج صفریہ رکھتا تھا کسی کو لکھا ہے اباضی المذہب تھا کسی کو کہا ہے کہ راے خوارج رکھتا ہے

کسی کو لکھا ہے کہ ناصبیت مین بدنام تھا کسی کو متہم بہ ناصبیت کسی کو رائے خوارج سے منسوب کسی کو لکھا ہے کہ علی کو برا کہتا تھا کسی کو لکھا ہے کہ ناصبی تھا اور علی کو برا کہتے ہوے سن لیتا تھا مگر خود برا نہین کہتا تھا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ صحیح بخاری کی تخصیص نہین جماعت محدثین نے ان مین سے اکثر کے ساتھ احتجاج کیا ہے۔ مین کہتا ہون اس مین شک نہین کہ غالی بدتر ہے ناصبی سے یہ مولاے مومنین کو برا کہتا ہے تو وہ اصل اصول اسلام یعنی توحید ہی سے بے بہرہ ہے اس نے رسول اللہ کی آخری وصیت کو نہ مانا وہ ان کی عمر بھر کی تلقین کو کھو بیٹھا۔ لیکن خوارج کے صادق اللہجہ ہونے کی کوئی وجہ حسن ظن کے سوا معلوم نہین ہوتی۔ اسلیے کہ خوارج اہل اہوا مین ہین اور اہوا داعیہ وضع۔ پھر ان کے قول سے احتجاج کیونکر صحیح ہوگا۔

علی حیدر طباطبائی

خیابان فارس۔ سفرنامہ لارڈ کرزن کا ترجمہ قیمت قسم اول مجلد عـــہ روپیہ قسم دوم مجلد ــہ

جنگ روس و جاپان۔ روس اور جاپان کی لڑائی ابتداے جنگ سے قیام امن و صلح تک کے واقعات ڈراما کی شکل مین لکھے گئے ہین۔ قیمت قسم اول مجلد ــہ قسم دوم غیر مجلد ــہ

سیر ظلمات جسکو مولوی ظفر علیخان صاحب بی۔ اے نے نہایت سلیس اور بامحاورہ اردو مین نہایت خوبی کے ساتھ ترجمہ کر کے شایع کیا قیمت دو روپیہ۔ (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔

دکن کا مشہور آفاق اسلام نمبر باتصویر حجم ۲۵۴ صفحے قیمت ــہ ۔ مینیجر دکن ریویو

غزل

کھینچے آئیگا سینہ سے جو پیکان اپنا — پھر بچانا اُسے مشکل ہے گریبان اپنا

اُٹھ گئی کشتیٔ مے بزم سے ہنگام سحر — دن چڑھا۔ تخت اوڑا لی گئین پریان اپنا

فصل گل آئی ہے چلتی ہے جنون خیز ہوا — چاک از خود ہوا جاتا ہے گریبان اپنا

اُڑ کے جاتی ہے مری خاک اِدہر گاہ اُدہر — کچھ بتا دے نہ گئی عمر گریزان اپنا

حشر کے دن بھی مین ہر ایک کا منہ تکتا ہون — کوئی اب بھی نظر آتا نہین پرسان اپنا

ہون وہ شوریدہ۔ کہ موجون کی طرح پے در پے — چاک ہوتا ہے گریبان پہ گریبان اپنا

کہین ایسا تو نہو نور سیہ پیش آئینے — نہ کہین رنگ جمالے شب ہجران اپنا

کی جو انگہ کی طرح گرد کدورت پیدا — مل گیا خاک مین آخر دل سوزان اپنا

سر جدا ہو کے بھی سامان تعلق نہ چھٹا — ہو گیا کٹ کے گلا شکل گریبان اپنا

بسکہ تحصیل ادب بے ادبون سے ہی مجھے — ہے خرابات زمانے مین دبستان اپنا

اپنے ہی پاؤن مین چبھتے ہین جو بوؤ کانٹے — اپنے ہی سر پہ رہا کرتا ہے احسان اپنا

اُس نے سو مرتبہ شب بھر مین سنوارے گیسو — آئینہ اُس کا رہا دیدۂ حیران اپنا

روز محشر کی بھی ایذا مین اُٹھا لونگا ۔ مگر — منہ دکھانا نہ مجھے لے شب ہجران اپنا

خوش ہون مین کنج قفس مین میری بہلائی کو — دل پر داغ دکھاتا ہے گلستان اپنا

ناخن پا سے ہنو چاک تو مجبوری ہے — جادۂ دشت ہے اک بخیۂ دامان اپنا

اے جنون ہو چکے ہم پیر طریقت کے مرید — چڑھ چکا تربت مجنون پہ گریبان اپنا

جوش وحشت مین بھی پابند قناعت ہون نظم
اپنے دامن کو سمجھتا ہون بیابان اپنا

سید علی حیدر طباطبائی

بیکاری کے گھنٹے

۱

سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو دس

یہ چند[۱] وہ مغربی ہیرو ہین، جن کے کمال و شہرت کا دیباچہ
عزیز اونہون نے زر و جواہر کی طرح سمجھ بوجھ کر صرف کیا تھا جس سے
جواہرات مین تلے،

لیکن ذیل کی فہرست مین ہم چند ایسے اولوالعزم، عالی حوصلہ، ارباب قلم کے
نام درج کرتے ہین جنھون نے نام آوری و شہرت کا سبق چل پھر کر لیا ہے، نقشہ
نمبر ۱ مین جن کے نام درج ہین، انھین خیر سے زیادہ نہ سہی تو دو ہی گھڑیان خاطر جمعی کی
ملجاتی تھین، جنھین خلوت مین بیٹھ کر فکر آیندہ کے نذر کرتے تھے۔ بخلاف اسکے
ہمارے وہ قوی الارادہ ہیرو جن کے نام نقشہ نمبر ۲ مین آپ ملاحظہ فرمائینگے
ناسا عدت ایام نے کبھی اونھین ایک جگہ کھڑے ہو کر دو حرف نہ پڑھنے دیے
بلکہ راستہ کی ٹھوکرین کھا کھا کر اونہون نے اپنے علمی حدود وسیع کیے جن سے آگے
چل کر خراج مشقت وصول کیا۔ آفرین! صد آفرین! اونکی اون سخت سی سخت

---

[۱] ان مغربی مثالون سے ہمین یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ مشرق ایسے نمونے پیش کرنے سے عاجز ہے
بلکہ ہمین جو طبعی مناسبت مغربی دنیا سے ہوگئی ہے اُس نے ان مثالون کے پیش کرنے کی سفارش کی،
ورنہ یہ واقعہ ہے کہ آسمان کمال پر مشرق ہی با کمال مہر و ماہ بنکر چمکے ہین ؎

آسمان دریوزہ کردہ آفتابش کرد نام

نعلی از آہلالہ گو سخن عجب بیدا مے خن

مشقتوں اور دل توڑ کوششوں پر جن کی عدیم الفرصتی کے کارنامے دیکھکر بڑے سے بڑا جفاکش ششدر و حیران رہ جاتا ہے اور اُسکے خیال میں اِن کی وقعت دوبالا ہو جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام	وقت تحصیل	غیر معمولی مشاغل	
۱	ڈاکٹر مازدن گوڈ	اثنا راہ آمد و رفت الغرض معائنۂ مریضان		
۲	ڈاکٹر ڈاردن		اُسکے پاس تقسیم اوقات میں تصنیف و تالیف کے لئے بجز اس وقت کے کوئی وقت نہ تھا۔ چنانچہ اُس کی بیشتر تالیفات اسی وقت مشقت کی ہیں۔	
۳	ڈاکٹر برنی	موسیقی کی تعلیم دینے کے لیے جاتا تھا اور چند شاگردوں کے یہاں کی قلیل عرصۂ آمد و رفت میں	فرنچ اور اٹالین زبانیں سیکھیں اور ان پر عبور حاصل کیا۔	
۴	کرک ہوایٹ	عدالت کے کام سے فراغت حاصل کرکے مدرسہ جاتے ہوئے	یونانی زبان لیکر اُس میں مہارت تام حاصل کی۔	
۵	ڈکسو فرانسیسی قیافہ	اوقات طعام میں نعمہ	کھانوں کے اقسام تحقیقات	

نمبر شمار	نام	وقت تحصیل	غیر معمولی مشاغل	
	شناس)	چھاپتے وقت۔	وغیرہ کے طریقے، اور اُن کے متعلق لطیف ولذیذ [illegible] رات ایک ضخیم جلد مین [illegible] سے [illegible] ایک خوان پر [illegible] اس شخص کی خوش مذاقی و ذکاوت قابل داد ہے کیونکہ وقت تصنیف اور موضوع تصنیف مین اُس نے کیا دلچسپ تناسب پیدا کر دکھایا ہے	
۶	مڈام دی جنلی	ایک معزز لیڈی کو پڑہانے جاتا تھا، اُسکے کاشانہ عظمت پر پہونچکر انفاس چند بجاے انتظار کے ترتیب خیالات مین گذارتا	اُسکی چند مبسوط تالیفات اسی وقت کی زیور ترتیب سے مرصع ہوئین۔	
۷	یوبرٹ	پیشہ آہنگری کرتا تھا جب سودے کی خرید فروخت کیلیے گھر سے نکلتا اپنے شوق کا سودا گھر ہی سے خرید لیتا۔	اس اولوالعزم آہنگر نے ۳۸ زبانین (جدید۔قدیم) حاصل کین جن مین سے ہر زبان مین کافی مشق رکھتا تھا۔	

یک نو خیز تجربہ و عقل کا انسان اِن خرقِ عادات سے انکار کر بیٹھے گا لیکن اُس کی
مقابل ان ہدایتوں سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔
(۱) لحظات کے تواتر سے گھنٹے اور گھنٹوں کے تواتر سے ایام بنتے ہیں، بڑے
بڑے سر بفلک پہاڑوں کی ترکیب ایسے ذرات سے ہے جو بمقدار، اور بغیر آلۂ
خوردبین نظر نہیں آ سکتے ۔،
(۲) اور یہ عظمت و بلندی اُنہیں تدریجاً حاصل ہوتی ہے جس کا احساس نہیں ہوتا
پس جو لوگ وقت فرصت کو قیمتی سمجھ کر حسب قرار داد سابق اُس سے سبق لیتے
ہیں، اُن کے استقبال میں ایک عجیب شان بے نیازی و دلکشی پیدا ہو کر اُنہیں
وہ جوہر ذات و ودیعت کرتی ہے جو بذات خود اُن کو پارس بنا دیتی ہے۔ اس نایاب
اور خوشنما اصول نے محض ناداروں اور مفلسوں ہی پر اعجاز مسیحائی نہیں دکھلایا بلکہ
اعلے فرایض انجام دینے والے ارباب نظر کو بھی اس نے اپنا ممنون بنایا، جس کی بعد
انہیں اُن مناصب سے علحدہ ہو کے بھی معراج ارتقا نصیب ہوئی۔ اُس سے
زیادہ علیش اُٹھائے۔ اور باکمالوں کے زمرہ میں گنے گئے۔ اور جنھوں نے موجودہ
خوشحالی پر اعتماد کیا، ترقی کا پیمانہ کیا، وہ سر بقدم ہو گئے۔
الغرض مضمون بالا سے ان مسائل پر پوری روشنی پڑ جاتی ہے کہ
ہم اپنی سخت سے سخت مصروفیت کے زمانہ میں بھی کسی مفید مشغلہ کو جاری رکھ سکتے ہیں
مشغلہ تفریح کا کام بھی ہمیں کسی ہنر یا کمال سے لینا چاہیے جسکی خلاف ورزی میں
وقت ضائع کرنا ہے، اور اس پر کار بند ہونے میں کامیابی کا راز پنہاں ہے۔
ہم کسی کام کی طرف جھکیں، ہمیں عزم و ارادہ سے مدد مانگنی چاہیے جسکے ساتھ
استقلال شرط ہے ۔ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین ط
مرد دیکھیے انداز گل افشانی گفتار رکھدے کوئی پیمانہ صہبا مرے آگے
جواد علی خان جالندھری

[illegible] معجون الحکم نوری [illegible]

دوران خون اور حرکت قلبی

[illegible]

[illegible] دوران خون اور [illegible]

[illegible]

قاعدہ کہ سیاہ زہرع نامرے / ارزو یار رسا ند سوے احرے

[illegible]

دوران خون

[illegible] قلب کی حرکت [illegible]

[illegible] دوران خون اور حرکت قلب [illegible]

[illegible] اللحم انگوری و آتشہ حکم اکسیر

[illegible]

قیمت [illegible]

نوٹ [illegible]

علامات

[illegible]

[illegible] شفاخانہ حاذق الحکمین حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما لاہور